ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۶ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ

۲۷ مئی ۱۹۶۶ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِہَا"، قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: "بِرُّ الْوَالِدَیْنِ" قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ "اَلْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اعمال کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا۔ پھر کون سا ہے؟ فرمایا۔ والدین کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ پھر کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ، وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ، وَحَجِّ الْبَیْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسلام کا دار و مدار پانچ چیزوں پر ہے۔ (۱) اس بات کی گواہی دینا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) اور زکوٰۃ دینا (۴) اور اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا (۵) اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْہَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ، وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُہُمْ عَلَی اللّٰہِ۔" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھ کو (خدا کی طرف سے) یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑوں، جب تک وہ اس امر کا اقرار کریں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز پڑھیں زکوٰۃ ادا کریں۔ پھر جب وہ ایسا کرنے لگیں تو وہ مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو بچا لیں گے۔ اور صرف اسلام کا حق ان پر رہے گا۔ اور ان کا حساب خدا کے ذمہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

(ف) اسلام کا حق، مثلاً کسی کو مار ڈالا یا چوری وزنا کرے تو اس کے مطابق قصاصاً و حدًا قتل کیا جائے گا۔ اور ہم ظاہر پر احکام اسلام نافذ کریں گے۔ اگر دل میں کفر و شرک ہوگا۔ تو آخرت میں اللہ تبارک وتعالیٰ خود اس کی سزا دیں گے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ: "اِنَّکَ تَاْتِیْ قَوْمًا مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ فَادْعُھُمْ اِلٰی شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ، فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ، فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَاءِھِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَاءِھِمْ، فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاِیَّاکَ وَکَرَائِمَ اَمْوَالِھِمْ وَاتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یمن کی طرف (والی بنا کر) بھیجا۔ اور فرمایا۔ کہ تو اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس آئے گا۔ چنانچہ ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ پھر اگر وہ اس چیز کی اتباع کریں۔ تو ان کو بتلا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پھر اگر وہ اس بات کی بھی اطاعت کر لیں تو ان کو آگاہ کر دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔ جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی۔ اور ان کے فقراء کو دی جائے گی۔ پھر اگر وہ اس بات کو بھی مان لیں تو ان کے عمدہ مال سے احتراز کرو۔ اور مظلوم کی بددعا سے بچو۔ اس لئے کہ اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "اِنَّ بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الشِّرْکِ وَالْکُفْرِ تَرْکَ الصَّلٰوۃِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپؐ فرما رہے تھے۔ کہ آدمی کے اور شرک و کفر کے درمیان (فرق) نماز کا ترک کر دینا ہے۔ (مسلم)

عَنْ بُرَیْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْعَھْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمُ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ کَفَرَ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور منافقین کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز کا ہے۔ سو جس شخص نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے کفر کیا۔ اس حدیث کو ترمذی نے نقل کیا۔ اور کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
لاہور
خدام الدین

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴ | ۶ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۹۶۶ء | شمارہ ۲

شذرات

★ تلاشِ سکون ★ برطانیہ میں اسقاطِ حمل ★ بھارت کی آبادی میں اضافہ ★ صرف ایک گنے کی خاطر ★ قومی مفادات ——!

سکون کی تلاش!

مغربی جرمنی کے ایک باشندے والڑ ہیوک نے بون میں پاکستانی سفارت کی معرفت پاکستان کے صنعت کاروں سے کہا ہے کہ وہ اسے ملازمت دلانے کا بندوبست کریں۔ تاکہ وہ پاکستان چلا آئے اور جرمن کی مشینی زندگی سے نجات حاصل کرلے۔ جہاں محبت اور وفا کا نام و نشان تک مٹ گیا ہے۔ اور ہر شخص دولت حاصل کرنے کی فکر میں اپنی جان کھپا رہا ہے۔ وہ امریکی طرزِ زندگی سے تنگ آچکا ہے۔ اور سکون چاہتا ہے۔

ادھر پاکستانیوں کا حال یہ ہے کہ وہ مغربی طرزِ زندگی اختیار کرکے امریکیوں اور جرمنوں کی طرح مشین کے کل پرزے بن جانا چاہتے ہیں۔ اور دولت و سرمایہ حاصل کرنے کی دوڑ میں اس قدر "بگ ٹٹ" جارہے ہیں کہ "راتوں رات" "جرمن اور امریکی" بن جانا چاہتے ہیں۔

اگر کسی دن پاکستان واقعی "امریکہ اور جرمن" بن گیا تو پھر باہر کے لوگ "تلاشِ سکون" میں کہاں پناہ حاصل کریں گے ؏

مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے!

برطانیہ میں اسقاطِ حمل!

پی پی اے کی خبر ہے کہ برطانوی دارالامراء نے ایک بل کی منظوری دے دی ہے۔ جس کے تحت اسقاطِ حمل کی پابندیاں نرم کردی گئی ہیں۔ اب عام ڈاکٹروں اور ہسپتالوں کو اسقاطِ حمل کرنے کی اجازت ہوگی۔

کیا فرماتے ہیں خاندانی منصوبہ کے داعی اور محرکین حضرات بیچ اس مسئلہ کے کہ اگر برتھ کنٹرول کی گولیاں اور دیگر سازو سامان ملک کی روز افزوں آبادی پر کنٹرول نہ کرسکا۔ تو بتقاضائے تقلیدِ مغرب "اسقاطِ احمال" کی تحریک کو بھی وسعت و فروغ دینے کی "موومنٹ" شروع کریں گے؟ آخر آبادی پر کنٹرول جو کرنا ہوا ——!

بھارت کی آبادی میں اضافہ

اقوامِ متحدہ کے اقتصادی ترقی کے ادارے ایکیفے کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بھارت کے لئے مشکلات پر قابو پانا اس لئے ناممکن ہوگیا ہے کہ وہاں کے ۴۹ کروڑ افراد میں ہر سال ایک کروڑ ایک لاکھ افراد کا اضافہ ہوجاتا ہے۔

اگر بھارت کی آبادی میں اس طرح اضافہ ہوتا گیا اور چشم بد دور پاکستان کی آبادی خاندانی منصوبہ بندیوں کے طفیل مؤثر کنٹرول میں رہی تو خداوندِ عالم کے فضل و کرم اور بزرگوں کی دعاؤں کے صدقے ہم ضرور بھارت پر کامیاب ہوجائیں گے! اور بھارت خائب و خاسر ہوکر "بحرِ ہند" میں خود ہی ڈوب مرے گا ——!

صرف ایک گنے کی خاطر!

خبر ہے کہ لائل پور شیخوپورہ روڈ پر ایک چھ سالہ لڑکا تیز رفتار بس کی زد میں آکر جاں بحق ہوگیا جب کہ وہ ایک ٹرک سے سڑک پر گرا ہوا گنا اٹھا رہا تھا۔

کاش: اس بدنصیب لڑکے کو چند گنے دے کر کوئی اس کی "ہوس شکم نوشی" کا سامان فراہم کردیتا —— تاکہ اس کا جی بھر جاتا۔ اور گنے کی "ایک مٹھاس" کی خاطر اس کے والدین کو تلخ گھونٹ نصیب نہ ہوتے۔ اور —— کاش ——! ان تیز رفتار بسوں کے مالکوں کی خدمتِ عالیہ میں بھی کوئی یہ مؤدبانہ درخواست پیش کرتا کہ یہ تیز رفتار بسیں انسانی جانوں کو اینٹ پتھر سمجھ کر آخر کب تک کچلتی رہیں گی۔ اور صرف ایک گنے کی خاطر اپنی جان کی قربانی پیش کرنے والے کی طرح کمیشن کے چند پیسوں کی خاطر انسانی جانوں کی بھینٹ کی رسم آخر کب تک جاری رہے گی؟ یہ بجا کہ ؏

بربریت کسی قانون کی پابند نہیں

لیکن

زندگی لرزہ براندام ہوئی جاتی ہے ——!

قومی مفاد کی خاطر ——!

ہمارے صوبہ کے منتظمِ اعلیٰ جناب ملک امیر محمد خان نے اپنی ماہانہ نشری تقریر میں کتنی پتے کی بات فرمائی ہے۔ کہ غیر ملکی امداد پر انحصار قومی مفاد کے منافی ہے۔

ہم —— ایک عرصہ سے قوم میں یہی احساس اور تأثر بیدار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ صرف اور صرف اپنے "قومی اور ملکی مفادات" کو ملحوظ رکھے۔ اور جو امداد، جو نظریہ اور جو بھی تہذیب و کلچر ہمارے قومی اور ملکی مفادات کے منافی ہو اسے ہرگز ہرگز قبول نہ کریں اور اپنا یہ اصول بنالیں کہ صرف قومی مفادات کی چیزیں ہی قابلِ قبول ہوں گی۔

ایجنٹ حضرات!

اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ ہفتہ وار "خدام الدین" ایک دینی پرچہ ہے اس کی رقم روکنے سے وہ دین کی تبلیغ میں رکاوٹ پیدا کریں گے۔ جس سے نہ ان کی دنیا سدھرے گی اور نہ عاقبت سنورے گی —— خدارا اس تبلیغی کام میں رکاوٹ نہ بنیں اور اپنا اپنا حساب بیباک کریں۔ اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوگا اور ان کے کاروبار میں برکت دے۔

(مینجر)



۱۹ رمحرم الحرام ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۲ رمئی ۱۹۶۶ء

تقویٰ

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

مرتبہ: خالد سلیم

الحمد للہ وکفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد:
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

بزرگانِ محترم! اس مرتبہ راولپنڈی، کیمل پور، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، نوشہرہ، پشاور اور کوہاٹ جانے کا اتفاق ہوا۔ سفر کے دوران ایسے ایسے علاقے بھی دیکھنے میں آئے جو نہایت دور افتادہ اور پسماندہ ہیں۔ بعض ایسے علاقے بھی تھے جو نہ تو برطانوی حکومت کی عملداری میں تھے اور نہ اب پاکستان کے زیر نگین ہیں اور وہاں بہترین قسم کا اسلحہ تیار ہوتا ہے۔ حیرت ہوتی تھی کہ سائنس سے نابلد ہونے کے باوجود بھی یہ لوگ اس قسم کا اسلحہ اور گولہ بارود تیار کر سکتے ہیں؟ اگر یہ سائنسی علوم سے باقاعدہ واقف ہوتے تو پھر تو یہ اچھے اچھے یورپین ممالک کے بھی کان کترتے۔ بہرحال ایک خصوصیت میں نے بحمد اللہ سرحد کے ہر گوشے میں دیکھی کہ ان کے چہروں پر نورِ ایمان کی کرنیں دوڑتی نظر آتی ہیں۔ لوگوں کی اکثریت نمازی اور عبادت کی پابند ہے۔ اللہ کے نام سے محبت اور دینی غیرت و حمیت کا جذبہ ہر جگہ موجود ہے۔ کوہاٹ میں ایک شخص دور دراز سے اپنی بہنوں اور مستورات کو لے کر آیا اور انہیں حلقۂ بیعت میں داخل کرایا میں اگرچہ پشتو نہیں جانتا مگر پھر بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے لوگ والہانہ شفقت کے ساتھ تشریف لاتے رہے اور پشتو دان اپنی زبان میں میرے الفاظ کی ترجمانی فرماتے رہے اللہ کا احسان ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نام لیوا اور جانثار دنیا کے گوشے گوشے میں موجود ہیں اور اللہ اللہ کی مجالس رچائے ہوئے ہیں۔ لاہور میں جب سکندر مرزا کے دورِ اقتدار میں کلو کیم ہوا تھا تو اس میں شامل ہونے والے روسی نمائندے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اپنے ملک سے قالین تحفے کے طور پر لائے تھے۔ وہ قالین حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں اور مریدوں نے ان کے ہاتھ روس سے بھیجا تھا۔ یہ باتیں میں تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کر رہا ہوں اور یہ سب ایک اللہ والے کے فیوض و برکات اور اللہ کے پاک نام کے ثمرات ہیں۔

کوہاٹ والے بھائی مجھے آنے نہیں دیتے تھے اور واقعی ایک دن ان کے لئے بہت ہی کم بھی تھا لیکن یہاں میں نے وقت دے رکھا تھا جس کی وجہ سے مجبوراً فوری طور پر واپس ہونا پڑا۔ ان لوگوں کے اخلاص بے پایاں کو دیکھ کر میرا بھی جی چاہتا تھا کہ کوہاٹ میں چند ساعتیں اور گزاری جائیں لیکن ایفائے عہد بھی ضروری تھا اس لئے چاروناچار دوبارہ حاضری کا وعدہ کر کے لاہور کے لئے روانہ ہونا پڑا ۔۔۔ بہرحال لوگوں میں دین کی تڑپ اور لگن تھی ۔۔۔ اللہ کا نام سیکھنے کا شوق تھا اور یہ کیفیت دیکھ کر مجھے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا خواب بار بار یاد آتا رہا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں انگریزی راج اور کئی دوسری خرابیوں کو دیکھ کر بیزار تھے ۔۔۔ ہر گھڑی ملک کے دینی حالات کو بگڑتے ہوئے دیکھ کر بیزار اور پریشان تھے ۔۔۔ اسی حالت میں انہوں نے خواب دیکھا اور خواب میں سیدنا امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت کی ۔۔۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انہیں خواب میں ارشاد فرمایا۔ "شاہ صاحب پشتو سیکھئے" چنانچہ اسی خواب کی بنیاد پر حضرت سید احمد شہید اور شاہ اسمٰعیل شہید رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے اپنی تحریک کو سرحد سے شروع کیا تھا۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کو جب کبھی کسی دینی تحریک کے آغاز کی ضرورت پیش آئی تو اس کے لئے امداد انہیں ہمیشہ اٹک پار ہی سے ملی ہے اور اٹک پار کے غیور مسلمانوں نے ہمیشہ تن من دھن سے دین کی خدمت کی ہے۔ مجھے تو حقیقت ہے وہاں جا کر بڑی خوشی ہوئی۔ لوگوں کے چہرے مشترع، ہاتھوں میں تسبیحیں، دل میں غیرتِ ایمانی اور بازوؤں میں جان یہ سب چیزیں وہاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ لباس اور وضع قطع سب اسلامی ہے۔ آخر کون سا مسلمان ہے جسے یہ کیفیات دیکھ کر خوشی نہ ہو گی۔

حجۃ الاسلام حضرت انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ترکوں، عربوں اور پٹھانوں کے علاوہ کوئی دوسری قوم نہیں جس نے من حیث القوم اسلام قبول کیا ہو ان تینوں قوموں نے من حیث القوم اسلام قبول کیا ہے۔ اور ان میں سوائے مسلمانوں کے دوسری کوئی قوم نظر نہیں آتی۔ چنانچہ مہمان نوازی، بہادری، غیرتِ ایمانی اور کئی دوسری چیزیں ان قوموں میں یکساں طور پر پائی جاتی ہیں۔ اور یہ خصوصیات ان میں مابہ الاشتراک ہیں ۔۔۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان میں بعض کوتاہیاں بھی ہیں لیکن اسلام سے محبت اور لگن بہرحال موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی اپنی کوتاہیاں اور کمزوریاں بھی دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ذکر اللہ زیادہ سے زیادہ کرنے اور اپنے دلوں کو اپنی یاد سے آباد کرنے کی قوت دے۔ آمین!

آج میں کچھ تقویٰ کے متعلق عرض کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وقت زیادہ ہو گیا اور میں سفر کی تفصیلات میں گم ہو گیا۔ بہرحال یہ تذکرہ بھی خالی از نفع نہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اچھی صفات ہمیں بھی عطا فرمائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ "تقویٰ" کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ زندگی کے جھاڑ دار جنگل سے اس طرح گذرنا کہ انسان کا دامن گناہوں کے کانٹوں سے آلودہ نہ ہو یہ تقویٰ ہے ۔۔۔ انسان کو چاہئے کہ ہر آن اپنا دامن سمیٹ کر

(باقی صـ۱۷ پر)



۲۷ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۷ مئی ۱۹۶۶ء

ہمیں کیا کرنا چاہئے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد:
ناعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

برادرانِ اسلام! مسلمانوں کو جمعہ کے دن اس لئے دربارِ الٰہی میں جمع کیا جاتا ہے۔ تاکہ خطیبِ جمعہ کتاب و سنت کی روشنی میں مسلمانوں پر تنقیدی نگاہ ڈالے۔ اور جو چیز قابلِ اصلاح ہو کتاب و سنت ہی سے اس کی اصلاح کا طریقہ بتلائے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق خدا کے بندے زندگی بسر کرکے دنیا سے جائیں۔ اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی برکت سے قبر کے عذاب پچاس ہزار سالہ قیامت کے دن کے عذاب اور دوزخ کے عذاب سے بچ کر مہمان خانۂ الٰہی یعنی بہشت میں پہنچ جائیں۔ اسی خیال کے تحت چند چیزیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ نے ان معروضات کو توجہ سے سنا اور بطور سبق کے انہیں یاد رکھا اور ان پر عمل کیا۔ تو آپ کے اور میرے حق میں وہی نتائج حسنہ پیدا ہوں گے جو اوپر عرض کر چکا ہوں۔

پہلی چیز

زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے

قولہ تعالےٰ: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ o سورہ الانعام۔

ترجمہ: کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

برادرانِ اسلام! اگر انسان چاہے کہ میری زندگی کا ہر لمحہ اور ہر عملِ حیات رضاءِ الٰہی کا ذریعہ بن جائے تو یہ مقصد بفضلہٖ تعالےٰ آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے اور اس صورت میں اس کا ہر کام عبادت میں شمار ہوگا۔ اس کا کھانا پینا، سونا جاگنا، کپڑا پہننا، تجارت کرنا، زراعت کرنا، ملازمت کرنا، حتیٰ کہ بول و براز تک رضاءِ الٰہی کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ اور عبادت میں شمار ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہر ایک کام کرتے وقت دل میں یہ نیت کر لے کہ اے اللہ! یہ کام تیرے لئے کر رہا ہوں۔

دوسری چیز

مکمل دستور العمل اور طریق کار کی ضرورت

برادرانِ اسلام! جب ہم نے مان لیا۔ کہ ہماری زندگی کا مقصد اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ اب اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک دستور العمل اور ایک مکمل طریق کار، ایک صحیح پروگرام کی ضرورت ہے۔ میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایک مکمل دستور العمل عطا فرمایا ہوا ہے اور وہ قرآن مجید ہے اور اس پر عمل کرنے کے لئے عملی نمونہ ہمارے سامنے سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیش کیا گیا ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ الآیہ۔

(سورۃ المائدہ۔ رکوع ۱)

ترجمہ: آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا۔ اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا۔ اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا o سورۃ الاحزاب رکوع ۳)

ترجمہ: البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ کی ملاقات، اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

اس آیت پر شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ:۔

”یعنی اس عالمگیر اور مکمل دین کے بعد اب کسی اور دین کا انتظار کرنا سفاہت ہے۔ اسلام جو تفویض و تسلیم کا مرادف ہے اس کے سوا مقبولیت اور نجات کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔

تنبیہ: اس آیت ”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ“ کا نازل فرمانا بھی منجملہ نعمائے عظیمہ کے ایک نعمت ہے۔ اسی لئے بعض یہود نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا۔ کہ امیر المومنین! اگر یہ آیت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اس کے یوم نزول کو عید منایا کرتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ مجھے معلوم نہیں کہ جس روز یہ ہم پر نازل کی گئی۔ مسلمانوں کی دو عیدیں جمع ہو گئی تھیں۔ یہ آیت ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے روز جمعہ کے دن عصر کے وقت نازل ہوئی۔ جبکہ میدانِ عرفات میں نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے گرد چالیس ہزار سے زائد اتقیاء و ابرار رضی اللہ عنہم کا مجمع کثیر تھا۔ اس کے بعد صرف اکیاسی روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جلوہ افروز رہے۔

اصلی اور سچا دین

میرے بھائیو اور بہنو! اصلی اور سچا دین فقط وہی ہے جو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس پر عمل کرنے کا نمونہ بھی دکھا دیا۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ اسی دین کو اللہ تعالےٰ کا دین سمجھیں اور اسی پر عمل کریں تاکہ عذابِ الٰہی سے بچ کر جنت میں پہنچ جائیں۔

نقلی اور جھوٹے دین

برادرانِ اسلام! رسول اللہ صلی اللہ نے نقلی اور جھوٹے دینوں کی بھی ہمیں اطلاع

فرمائی ہے اور نقلی دینوں کا نام بھی اسلام ہی ہوگا۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

وَ اِنَّ بَنِیۡ اِسۡرَآئِیۡلَ تَفَرَّقَتۡ عَلٰی ثِنۡتَیۡنِ وَ سَبۡعِیۡنَ مِلَّۃً وَّ تَفۡتَرِقُ اُمَّتِیۡ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّ سَبۡعِیۡنَ مِلَّۃً کُلُّھُمۡ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوۡا مَنۡ ھِیَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیۡہِ وَ اَصۡحَابِیۡ۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ اور بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے تھے۔ اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ سوائے ایک فرقے کے سب دوزخ میں جائیں گے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون سی جماعت ہوگی (جو بہشت میں جائے گی) آپ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

نتیجہ

برادرانِ اسلام۔ آپ نے دیکھ لیا۔ آپ کی پیشین گوئی ہے کہ آپ کی امت میں بہتر فرقے گمراہ ہوں گے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان گمراہ فرقوں میں شامل ہونے سے بچائے اور قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق جو اسلام ہے اس کا پابند بنائے۔

ایک مثال

مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ کام کرنے والا مسلمان ہے۔ کلمۂ شہادت کا اقرار کرنا نماز پڑھنا۔ روزہ رکھنا۔ (اگر صاحب نصاب ہے تو) زکوٰۃ دینا۔ (اگر توفیق ہے۔ تو) حج کرنا۔ اور ان کاموں کے کرنے کا بفضلہ تعالیٰ نتیجہ یہ ہے کہ اس آدمی کو مغفرت نصیب ہوگی۔ یہ تو اصلی اسلام ہے۔ آج کل ہمارے پنجاب میں نقلی اسلام یہ ہے کہ کلمۂ شہادت اسے نہ بھی آتا ہو اور نماز بھی نہ پڑھے، روزہ بھی نہ رکھے، زکوٰۃ ساری عمر نہ دے حج باوجود فرض ہونے کے نہ کرے۔ مگر مرنے کے بعد امام مسجد کو ایک قرآن بصورت اسقاط دے دے یا دو اڑھائی روپے امام مسجد کو گناہوں کا کفارہ کرکے دے دے تو وہ بخشا جائے گا اب جو شخص مسلمانوں کو اصلی اسلام پیش کرے۔ اور اسقاط والے بناوٹی اسلام کی تردید کرے تو اسے وہابی کہا جاتا ہے اور بھی اس قسم کی بیسیوں چیزیں ہیں جنہیں اصلی اور سچے اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے مگر وہ اسلام ہی خیال کی جاتی ہیں۔

دوسری مثال

اگر ایک شخص کلمۂ شہادت کا اقرار کرے، نماز پڑھے، روزہ رکھے، زکوٰۃ ادا کرے، حج کر چکا ہو۔ مگر اولیائے کرام کے مزارات پر قوالی جو کرائی جاتی ہے۔ اس میں شریک نہ ہو اور یہ کہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ چیز نہیں کی گئی۔ تو اسے وہابی اور بے ایمان کہا جاتا ہے اور اگر نماز نہ پڑھے، روزہ نہ رکھے۔ زکوٰۃ فرض ہے تو نہ دے اور حج فرض بھی ہو تو بھی نہ کرے۔ مگر قوالی کے مصارف میں چندہ دے دے اور خود اس میں سننے کے لئے شریک بھی ہو جائے تو وہ سنی ہے مسلمان ہے۔

دُعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اللہ جلشانہٗ کے نازل کردہ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام والے سکھائے ہوئے اسلام کا پابند ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

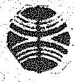
ایک نیک مشورہ

برادرانِ اسلام۔ میں آپ کو ایک نیک مشورہ دیتا ہوں ہمیشہ ایسے علمائے کرام کی خدمت میں بیٹھنے کی کوشش کریں جو آپ کو اسلام پیش کرتے وقت دو چیزوں کا لحاظ رکھیں۔ اوّل قرآن مجید پیش کریں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے عمل میں وہ چیز دکھا دیں۔ اور ایسے علماء کے پاس جانے کو اپنے حق میں زہر قاتل خیال کریں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد کی پیدا شدہ چیزوں کو پیش کرکے مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالےٰ ایسے علماء کو ہدایت عطا فرمائے اور آپ کو ان سے کنارہ کش رہنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین یا الہ العالمین



گلہائے نعت



راسخ عرفانی
گوجرانوالہ

دل ہے وارفتۂ سرکارِ رسولِ عربی
آنکھ ہے تشنۂ دیدارِ رسولِ عربی

قلبِ پُرشوق پہ طاری ہے محبت کا خمار
بن پیئے مست ہے میخوارِ رسولِ عربی

رفعتِ انجم و ماہتاب بھی ہے زیرِ قدم
اے خوشا جودتِ رہوارِ رسولِ عربی

قابلِ دید ہے گلہائے مدینہ کی بہار
غیرتِ خلد ہے گلزارِ رسولِ عربی

حور و غلماں کی نہیں مجھ کو تمنا ہرگز
عشق ہے میرا طلبگارِ رسولِ عربی

تشنۂ دید ہے تا حال مرا ذوقِ نظر
اک جھلک اور ہو انوارِ رسولِ عربی

جانِ ناچیز بھی صدقے میں گذاروں راسخ
اب کے جو دیکھوں میں دربارِ رسولِ عربی

عبدالہادی، قلعہ گوجر سنگھ لاہور

داعیانِ حق ایران میں

دریائے دجلہ میں بے پناہ روانی ہے اسلامی لشکر آہستہ آہستہ دریا کی طرف بڑھ رہا ہے حضرت سعد بن وقاصؓ کی سرکردگی میں ساٹھ ہزار مجاہدین سربکف ہیں — ان اصحاب کی زندگی کا آخری مقصد حق کی عظیم امانت کو خدا کے بندوں تک پہنچانا ہے۔ عزم و استقلال کی اس ناقابلِ تسخیر چٹان کو پہاڑوں، دریاؤں اور طوفانوں نے مسخر کرنے کی کوشش کی، لیکن گھٹنے ٹیک دئے۔ دجلہ نے ایسے ہی حائل ہونے کی کوشش کی۔ تلملاتی موجیں اور طوفانی لہریں خدا کے خوف سے کانپتے ہوئے سینوں کو مرعوب نہیں کر سکتیں — وہ خوب جانتے ہیں کہ حق کا اعلان کرنا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بغیر کبھی ممکن نہیں ہوا۔ راستے کے نشیب و فراز مومن کے ارادوں کو متزلزل نہیں کر سکتے۔ اگرچہ دریا کو عبور کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کوئی کشتی نہیں، لیکن داعیانِ حق کے چہروں پر مایوسی و پریشانی کے آثار دکھائی نہیں دیتے۔ غم و آلام کے بادل اُن کی زندگی کو تاریک نہیں بنا سکتے — اُن کی نظریں مسبب الاسباب کی طرف اٹھی ہوتی ہیں۔ اسی جذبے سے معمور سالارِ فوج حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مجاہدین سے مخاطب ہوتے ہیں۔

"مسلمانو! حمد و ثنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ ہمیں ہر حال میں اسی کو پکارنا چاہیئے۔ اُسی پر اعتماد کرنا چاہیئے۔ اُسی کی مدد شامل حال ہو۔ تم نے خدا کے دین کی سربلندی کے لئے سرزمین عرب کو خیرباد کہا ہے۔ بخدا تمہارے پاؤں لڑکھڑا نہ جائیں۔ دریا کی روانی تمہیں مرعوب نہ کرے۔ اگر وقت گزرتا چلا گیا۔ اور تم کوئی کارنامہ سرانجام نہ دے سکے تو تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ دلوں سے جرأت و حوصلہ مندی ختم ہو جائے گی۔ دشمن خیال کرے گا کہ مسلمان باطل سے ڈر گئے۔ دریا کی طوفانی موجیں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ بے شک موت و حیات اُسی کے اختیار میں ہے۔ دریا کے اس پار غنیم اپنے لشکر اور اسلحہ کے ساتھ ہمارے استقبال کے لئے موجود ہے۔ اس موقع کو غنیمت جانو اور اپنی جان کی بازی لگا دو میں خود اس نیک کام کا آغاز کرتا ہوں۔ خدا ہمارا حامی و ناصر ہو۔" ؎

دشت تو دشت، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دئے گھوڑے ہم نے

دریا کے اس پار ایران کی سرزمین ہے آتش پرست محوِ حیرت ہیں۔ وہ مجاہدین کو دریا میں اترتا دیکھ رہے ہیں۔ عربی گھوڑے اپنی منزل کی جانب تیزی سے پیش قدمی کر رہے ہیں۔ داعیانِ حق موجوں کے تھپیڑوں سے بے خبر اپنے رب پر اعتماد کئے ہوئے ہیں — وہ اس احساس میں گم ہیں کہ رحمٰن و رحیم کی نظرِ خاص اُن کی طرف اُٹھی ہوئی ہے حالات اس بات کی گواہی دے رہے ہیں۔ کہ خدا کی ذات پر کامل یقین اپنے اندر وہ بے پناہ قوت رکھتا ہے جو زمانے کو اپنی پسند کے مطابق سانچوں میں ڈھال لیا کرتا ہے ایرانی ورطۂ حیرت میں ہیں کہ کیا باطل کی طرف پیش قدمی کرنے والے انسانیت سے تعلق رکھتے ہیں یا شاید جنّ ہیں؟ آفاتِ سماوی اور پہاڑ و دریا ان کے حوصلوں کو پست نہیں کر سکتے۔ وہ اللہ اکبر کے پُرجوش نعروں کی گونج میں سرزمینِ ایران پر اُتر رہے ہیں۔

کسریٰ ایران کے تخت پر متمکّن ہے تمام درباری تعظیماً سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ سالارِ فوج رستم درباریوں سے مخاطب ہوتا ہے: "اے ایرانیو! مسلمان ہماری سرزمین پر قدم رکھ چکے ہیں۔ انہوں نے روم جیسی عظیم سلطنتوں کو روند دیا ہے۔ ان کے عزم و استقلال کے سامنے کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی وہ اپنے خدا کے دین کی سربلندی کو مقدم رکھتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ ان سے صلح کر لی جائے۔ اُن سے لڑنا گویا موت کو دعوت دینا ہے۔"

(دربار میں ہنگامہ برپا ہے۔ لوگ رستم کو کوس رہے ہیں اسے ڈرپوک گردانتے ہیں اور بادشاہ کو جنگ پر آمادہ کر رہے ہیں)

کسریٰ: (رستم سے) "تم مسلمانوں کے امیر کو گفت و شنید کے لئے وفد بھیجنے کی دعوت دو۔ دیکھیں تو سہی، بھلا کیا کہتے ہیں اور کیوں آئے ہیں؟"

رستم: "بہتر جناب!"

(تیرہ صحابہ کرامؓ حضرت عاصمؓ کی قیادت میں بات چیت کے لئے آ رہے ہیں۔ تمام درباریوں کی نظریں اجنبی انسانوں کی طرف اٹھی ہوئی ہیں کسریٰ ایران ان سے مخاطب ہوتا ہے)

کسریٰ: (غصے سے) تم جاہل معلوم ہوتے ہو۔ ایرانی رواج کے مطابق سجدۂ تعظیم نہیں بجا لائے۔"

حضرت عاصمؓ: (اعتماد سے) اے بادشاہ! اسلام سے قبل ہم اپنی جانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ ڈالتے ہیں۔ پتھروں کے آگے سجدہ ریز ہوتے تھے۔ اللہ کا بے حد احسان ہے کہ اُس نے ایک رسولؐ (نبی کریمؐ) مبعوث فرمایا جنہوں نے ہمیں بتایا کہ سجدہ صرف اللہ کے لئے ہے۔ اے بادشاہ! یہ سر اپنے جیسے انسانوں کے سامنے نہیں جھک سکتا۔"

کسریٰ: کیا تمہیں بھوک نے ستایا ہے یا مال و دولت کی ضرورت ہے؟

حضرت عاصمؓ: "ہمیں مال و دولت کی قطعی ضرورت نہیں۔ ہم نے خدا کے دین کی سربلندی کے لئے سرزمینِ عرب کو خیرباد کہا ہے۔ ہم آپ کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ مسلمان ہو جاؤ۔ ہمارے بھائی بن جاؤ گے اور سالانہ خراج دینا پڑے گا۔"

کسریٰ: (آگ بگولا ہو کر) "اگر سفیروں کا قتل جائز ہوتا تو میں تمہیں زندہ نہ چھوڑتا۔ ایک مٹی کا ٹوکرا ان کے سر پر رکھ دو۔ یہی ان کا انعام ہے۔"

(حضرت عاصمؓ بڑھ کر ٹوکرا اُٹھا لیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں "ساتھیو! جلدی کرو۔ یہاں سے بھاگ چلو۔ انہوں نے مٹی کا ٹوکرا نہیں دیا۔ خدا کی قسم، ہمیں اپنی زمین دے دی")

اسلام جارحانہ اقدام کی مذمّت کرتا اور امن و آشتی کا پیغام دیتا ہے۔ سپہ سالار فوج رستم کی درخواست پر ایک صحابی گفت و شنید کے لئے جا رہے ہیں۔ لیکن کس شان سے۔ سادہ عربی لباس میں ملبوس گھوڑے پر سوار

ہیں۔ تلوار کے لئے نیام بھی میسّر نہیں، کپڑے میں لپٹی ہوئی ہے۔ وہ باطل کی شان و شوکت سے مرعوب نہیں ہوتے۔ گھوڑے سمیت دربار میں داخل ہوتے ہیں۔ تمام درباری اجنبی کی اس جرأت و بیباکی پر دم بخود ہیں۔ وہ گھوڑے سے اترتے نہیں بلکہ وہیں سے مخاطب ہوتے ہیں۔

صحابیؓ: "اے بادشاہ! مجھے بات چیت کے لئے بلایا گیا ہے۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

کسریٰ: (حیرانگی سے) "آپ گھوڑے سے اُتریں تو سہی تاکہ بطریقِ احسن گفتگو ہو سکے"۔

صحابیؓ: "نہیں! مجھے جلدی واپس جانا ہے"۔

کسریٰ: "آپ کیا شرائط لائے ہیں؟"

صحابیؓ: "اسلام قبول کر لو۔ بھائی بھائی بن جائیں گے۔ ورنہ خراج دو۔ نہیں تو تین دن بعد جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ"۔

(تمام درباری صحابیؓ کے بیان پر ہنستے ہیں۔ رستم ان سے مخاطب ہوتا ہے:۔)

"اے ایرانیو! اس عربی کی جرأت و بلند حوصلگی تو دیکھو۔ تنہا دشمن کے نرغے میں اعلانِ حق کر رہا ہے۔ میں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ ان سے لڑنے سے بہتر ہے کہ ہم کسی دریا میں غرق ہو جائیں"۔

(دربار میں ہنگامہ برپا ہے)

اسلامی فوجیں مدائن میں ڈیرے ڈالے پڑی ہیں۔ وہ باطل کے رحم و کرم پر جینے کی بجائے خدا کے نام پر مر جانا پسند کرتے ہیں۔ رستم کے اصرار پر پھر ایک صحابی صلح و آشتی کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ سفیر کے استقبال کے لئے تخت تک قالین بچھا ہوا ہے۔ دو رویہ فوج کھڑی ہے — صحابیؓ گھوڑے پر سوار ہیں۔ وہ گھوڑے سمیت قالین کو روندتے ہوئے دربار میں داخل ہوتے ہیں۔ تمام فوج دم بخود ہے۔ لیکن مومن دشمنوں میں گھرا ہوا عزیمت کی ناقابلِ تسخیر چٹان دکھائی دیتا ہے۔ وہ قالین کو ہٹا کر فرش پر بیٹھ جاتے ہیں۔

کسریٰ: (حیرانی سے) "کیا آپ کو بیٹھنے کا سلیقہ نہیں آتا۔ آپ قالین پر کیوں نہیں بیٹھتے؟"

صحابیؓ: (اعتماد سے) "اے بادشاہ! خدا کا فرش تیرے قالین سے بہتر ہے"۔

کسریٰ: "آپ کیا شرط پیش کرنا چاہتے ہیں؟"

صحابیؓ: "اسلام قبول کر لو، ورنہ یہ تلوار ہمارا تمہارا فیصلہ کر دے گی۔ اور یاد رکھو صرف دو دن باقی رہ گئے ہیں"۔

کسریٰ: "کیا پہلا سفیر تمہارا سپہ سالار تھا۔ جو یوں حکم کی تعمیل کے لئے تیار رہو؟"

صحابیؓ: "نہیں، معمولی سپاہی۔ ہم اپنے بھائی کے عہد پر کٹ مرتے ہیں"۔

(دربار میں ہنگامہ برپا ہے، درباری ورطۂ حیرت میں ہیں)

صلح و آشتی کی تمام کوششیں ناکام ہو چکی ہیں۔ قریب ہے کہ حق و باطل کا بازار گرم ہو جاتے۔ رستم، مجاہدین کے کارناموں اور اسلامی فتوحات سے بخوبی واقف ہے۔ وہ صلح و صفائی کی آخری کوشش کرتا ہے سعدؓ سے سفیر بھیجنے کی درخواست کرتا ہے۔ اس بار جانے والے صحابیؓ نے جرأت و بیباکی کا بے نظیر نمونہ پیش کیا ہے۔ اور واضح کر دیا ہے کہ مسلمان خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ وہ گھوڑے پر سوار دربار میں داخل ہوتے۔ گھوڑے سے اترتے ہیں اور سیدھے کسریٰ کے تخت کی جانب بڑھتے ہیں۔ وہ کسریٰ کے برابر تخت پر بیٹھ جاتے ہیں۔ چند درباریوں نے اٹھانے کی کوشش کی تو فرماتے ہیں:۔

"اے ایرانیو! تم مجھے کسریٰ کے قریب بیٹھنے سے منع کیوں کرتے ہو۔ آخر وہ بھی ہماری طرح گوشت پوست کا انسان ہے خدا کی قسم! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں اس طرح گھل مل کر بیٹھتے ہیں کہ اجنبی کو پوچھنا پڑتا ہے کہ آپ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں — اے آتش پرستو! شخصیت پرستی کو ترک کر دو۔ ہماری دعوت پر لبیک کہو۔ اسلام لے آؤ۔ خدا تمہارے پچھلے گناہ معاف کر دے گا۔ بے شک وہ بہت رحیم ہے۔ اگر تم ہماری دعوت کو ٹھکراتے ہو۔ پھر تلوار ہمارا تمہارا فیصلہ کر دے گی —"

(ایرانی ان شرائط کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ اور جنگ پر آمادہ ہیں۔ صحابیؓ واپس لوٹتے ہیں صلح و آشتی کی تمام کوششیں رائیگاں جاتی ہیں۔ دونوں اطراف سے تیروں کی بارش ہو رہی ہے حق و باطل کی آویزش میں مسلمان)

نصرتِ خداوندی

سے

کامیابی و کامرانی کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں

●

بقیہ: ارشاداتِ مجالسِ ذکر

ٹپکتی ہے۔ سو نظر سب پر پڑے گی لیکن ٹکے گی نہیں۔

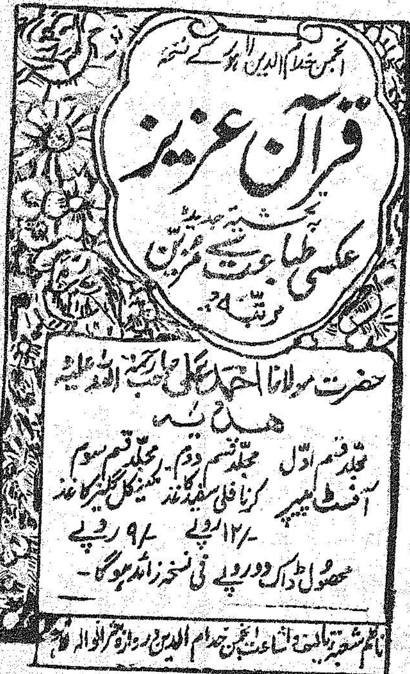
تدبیر یہی ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی جائے۔ اور اللہ والوں کی صحبت اختیار کی جائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنا آسان ہو جائے گا۔ ارادہ مضبوط اور ہمت بلند ہو جائے گی اور رکاوٹیں دُور ہو جائیں گی۔ سب سے پہلی رکاوٹ اپنا نفس ہے پھر شیطان، بیوی، بچے، بہن بھائی، برادری، تعلقاتِ دنیا یہ سب رکاوٹیں ہیں۔

جو قرآن کریم کی تعلیم نہیں پاتے، وہ دنیا کے حصول کے لئے تو بڑے بلند ہمت نظر آتے ہیں لندن، برلن اور امریکہ تک ڈگریاں لینے جاتے ہیں لیکن بارگاہِ الٰہی کے حصول کے لئے کوئی ارادہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ یہ ارادہ کسی تعلیم سے پیدا نہیں ہوتا۔ فقط قرآن کریم کی تعلیم سے پیدا ہوتا ہے۔

اللہ والوں کی صحبت اس لئے ضروری ہے کہ باقی لوگوں کی صحبت میں اللہ یاد نہیں آتا۔ وہاں تو دنیا کی باتیں ہوتی ہیں — زراعت پیشہ کھیتوں اور فصلوں کی باتیں کریں گے، تجارت پیشہ منڈیوں کے بھاؤ کی باتیں کریں گے۔ ملازمت پیشہ ترقیوں، تبدیلیوں وغیرہ کی باتیں کریں گے، اللہ کی باتیں کہیں نہ ہوں گی۔ اس کے لئے تو اللہ والوں کی صحبت ہی میں آنا پڑے گا۔ جہاں اللہ کی باتیں ہوں گی۔

سو جب تک تعلیم قرآن اور اللہ والوں کی صحبت اختیار نہ کی جائے گی مقصدِ حیات حاصل نہ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔



ارشاداتِ مجالسِ ذکر

از: حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ ——— مرتبہ: محمد مقبول عالم بی اے۔ لاہور

"نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں"

۲۴ جون ۱۹۴۸ء جمعرات

خود پسندی

اگر کوئی نیکی کا کام ہو جائے تو اُسے اللہ کا فضل سمجھنا چاہئے۔ جو شخص اپنا کمال سمجھے گا وہ عُجب میں گرفتار ہو جائے گا۔ عُجب کے معنی خود پسندی ہے۔ اور یہ ایک مہلک روحانی بیماری ہے۔ عُجب سے نیکیاں جل جاتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل، کرم اور احسان ہوتا ہے کہ وہ ہم سے کوئی نیک کام کرواتا ہے۔ کمال اس کا ہے ہمارا نہیں۔ جیسے تیشی اور کانڈی معمار کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور انہی سے وہ محلات تعمیر کرتا ہے، بیل بوٹے بناتا ہے — کمال معمار میں ہے تیشی اور کانڈی میں کوئی کمال نہیں۔ وہ تو آلۂ کار ہیں۔ اسی طرح کمال اللہ تعالےٰ میں ہے۔ ہم تو اُس کے ہاتھ میں تیشی کانڈی کی طرح ہیں ہمارے اندر کوئی کمال نہیں۔ اگر یہ چیز سمجھ میں آجائے۔ تو خود پسندی پیدا نہیں ہو گی۔ اور ہر نیکی کے کام کو اللہ کی طرف محمول کریں گے، تو نیکیاں بچ جائیں گی۔

یہ سمجھ اللہ والوں کی صحبت میں آتی ہے — اور وہ خود پسندی سے بچاتے ہیں اسی طرح اور روحانی بیماریوں مثلاً کبر، حسد، کینہ، بُغض وغیرہ سے بھی بچاتے ہیں۔ اس کے لئے تین شرطیں ہیں۔ عقیدت، ادب اور اطاعت۔ ان میں فرق نہ آئے تو فیض ملتا ہے۔ ورنہ محروم رہنے والے بھی دیکھے

تہی دستانِ قسمت را چہ سُود از رہبر کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

اِس وقت مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے لئے ترستے ہیں اور عبداللہ بن ابی، ابوجہل اور ابولہب ہر روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے تھے۔ لیکن چونکہ ادب، عقیدت اور اطاعت نہ تھی اس لئے فیض حاصل نہ کر سکے۔ بدبخت کے بدبخت ہی رہے۔

میرے حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے۔ کہ ان کی جماعت میں ایک معمار تھا۔ بڑا عقیدت مند۔ مسجد کی تعمیر کر رہا تھا حضرت پاس آکر بیٹھ جاتے۔ جب وہ اینٹ رکھتا تو آپ فرماتے: "اُستاد! اِدہ ڈاہڈی خراب رکھی آئی" تو وہ فوراً اس اینٹ کو اٹھا لیتا اور کہتا — "ہاں بہنڈے سائیں!" اور پھر دوبارہ رکھتا۔ اسی طرح جب تک حضرت بیٹھے رہتے اسی طرح کہتے تو وہ یہی جواب دیتا۔ اور اینٹ اٹھا کر پھر رکھتا — حالانکہ کوئی اور ہوتا تو کہتا۔ معمار میں ہوں یا آپ — آپ کو کیا پتہ کہ خراب ہے یا صحیح۔ لیکن وہ فوراً مان جاتے۔ جب محبوب کہتا ہے کہ خراب ہے تو خراب ہی ہے، خواہ صحیح ہی ہو۔ جو محبوب کو پسند نہیں وہ خراب ہے۔ یہ دراصل اُس کو پکانے کے لئے سبق تھا۔ جیسے کسی چیز کو پکانے کے لئے لگاتار آگ دی جاتی ہے۔ یہ اس کو پکانے کے لئے آگ تھی۔ تاکہ عُجب اور خود پسندی نکل جائے۔

اسی طرح میرے حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے (حضرت امروٹی اور حضرت دین پوری دونوں نے میری تربیت کی ہے اللہ تعالےٰ ان کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں برسائے) اُن کی صحبت میں ایک باورچی رہتا تھا۔ اس نے ایک دن بڑے شوق سے حضرت کے لئے گوشت پکایا اور بہت ہی اچھا پکایا اور یہ خیال کیا کہ حضرت بہت خوش ہوں گے۔ جب حضرت کھانے کے لئے بیٹھے تو فرمایا۔ یہ کیا کیا، تو نے تو خراب ہی کر دیا — وہ خاموش رہا۔ پھر ایک دفعہ گوشت پکایا تو وہ خراب ہو گیا — خیال کیا کہ آج حضرت ناراض ہوں گے — جب کھانے لگے تو فرمایا کہ آج تو سالن بہت اچھا پکایا۔ یہ اچھا اور برا کسی اور معنی میں ہیں۔ جس سالن کے پکانے میں خود پسندی نہیں بلکہ خوف ہے وہ اچھا ہے۔

اللہ والوں کی یہ صفت ہوتی ہے کہ وہ نیکی کا کام کرتے ہیں اور کرنے کے ساتھ ڈرتے ہیں۔ کہ یہ قبول بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ یا اُلٹا غضب کا باعث بنتا ہے۔ نیکی وہ ہے جو قبول ہو جائے۔ اگر خود پسندی کا خیال بھی دل میں ہے تو وہ نیکی نہیں اور نہ وہ قبول ہو گی۔ اللہ والے نیکی کو اپنا کمال نہیں سمجھتے۔ بلکہ اللہ کا فضل، احسان اور کرم سمجھتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ:—

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (۲۳ : ۶۰)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو دیتے ہیں، جو دیتے ہیں اور دینے کے ساتھ ڈرتے ہیں۔

۱۹ اگست ۱۹۴۸ء جمعرات

حصولِ بارگاہِ الٰہی کی تدابیر

اللہ تبارک وتعالےٰ نے ہمیں جس کام کے لئے دنیا میں بھیجا ہے۔ اس کام کے کرنے میں بے شمار رکاوٹیں ہیں۔ ہمارا ایک مقصدِ حیات ہے۔ اس مقصد سے ہٹانے کے لئے بے شمار دشمن لگے ہوتے ہیں۔ وہ مقصد ہے اللہ تعالےٰ کے قرب میں پہنچنا یعنی حصولِ بارگاہِ الٰہی — اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دو تدبیریں ہیں ایک علمی اور دوسری عملی — علمی تدبیر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب کو پڑھا جائے اور اُسے سمجھا جائے — تعلیمِ قرآن سے حصولِ بارگاہِ الٰہی کے لئے ارادہ مضبوط اور ہمت بلند ہو گی۔ یہ چیز کسی اور جگہ سے نہیں مل سکتی۔ یہ قرآن حکیم ہی کا خاصہ ہے کہ اس کی تعلیم سے ارادہ مضبوط ہو جاتا ہے اور ہمت بلند ہو جاتی ہے۔

عملی تدبیر یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں رہا جائے۔ ان کی صحبت میں رہنے سے خدا یاد رہتا ہے اور خدا کی طرف جانے کا شوق بڑھتا ہے — اور منازل طے ہوتی ہیں۔ قرآن حکیم میں بھی حکم ہے:۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ (۱۸ : ۲۸) اور اپنی نظران سے نہ ہٹایئے۔ نظر کسی جگہ نہ ٹکے۔ بس انہی پر ٹکے۔ جیسے کراچی میل میں سفر کرتے ہیں تو وہ سٹیشن چھوڑتی جاتی ہے کسی سٹیشن پر نظر نہیں ٹکتی۔ جہاں ٹھہرنا ہوتا ہے۔ بس وہاں نظر

(باقی صـ۸ پر)

ایم عبد الرحمٰن لودھیانوی۔ شیخوپورہ

دنیوی اور دینی نفع و خسارہ کن کن اعمال میں ہے

ملخص از تفسیر حضرت عثمانیؒ

جہاد بالاموال والانفس

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَیُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۝ پ ۲۸ ع ۱۰

(ترجمہ) اے ایمان والو! میں تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے نجات دے۔ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر، اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے لڑو، تمہارے حق میں یہ بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ اللہ تمہارے گناہ بخشے گا اور تم کو باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور بسنے کے باغوں میں ستھرے گھر دے گا۔ یہی ہے بڑی کامیابی۔

تفسیر: اے مسلمانوں تمہارا فرض ہے کہ ایمان پر پوری طرح مستقیم رہ کر اس کے راستہ میں جان و مال سے جہاد کرو یہ وہ سوداگری ہے جس میں کبھی خسارہ نہیں۔ دنیا میں لوگ سینکڑوں طرح کے بیوپار اور تجارتیں کرتے ہیں اور اپنا کل سرمایہ اس میں لگا دیتے ہیں۔ محض اس امید پر کہ اس سے منافع حاصل ہوگا اور اسطرح راس المال گھٹنے اور تلف ہونے سے بچ جائے گا پھر وہ بذاتِ خود اور اُسکے اہل وعیال تنگدستی و افلاس کی تلخیوں سے محفوظ رہیں گے۔ لیکن مؤمنین اپنے جان و مال کا سرمایہ اُس اعلیٰ تجارت میں لگائیں تو صرف چند روزہ افلاس سے نہیں بلکہ آخرت کے دردناک عذاب اور تباہ کن خسارہ سے مامون (محفوظ) ہو جائیں گے۔ اگر مسلمان سمجھے تو یہ تجارت دنیا کی سب تجارتوں سے بہتر ہے جسکا نفع کامل مغفرت اور دائمی جنت کی صورت میں ملیگا جس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے؟ وہ ستھرے مکان ان باغوں میں ہونگے جن میں مومنین کو آباد ہونا ہے۔ یہ تو آخرت کی کامیابی۔ یہی آخرت کی کامیابی وہ چیز ہے جس کے سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت کوئی چیز نہیں لیکن دنیا میں بھی ایک چیز جسے تم طبعًا محبوب رکھتے ہو دی جائیں گی یعنی اللہ کی طرف سے ایک مخصوص امداد، اور جلد حاصل ہونے والی فتح و ظفر، جن میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ چولی دامن کا تعلق رکھتی ہے۔

ایمان و عمل صالح تواصی بالحق وتواصی بالصبر

(۲) وَالْعَصْرِ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۝ (پ ۳۰ ع ۲۸)

(ترجمہ) قسم ہے زمانہ کی بے شک انسان خسارہ میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے اور آپس میں سچے دین کی تاکید کرتے رہے اور اور آپس میں تحمل (صبر) کی تاکید کرتے رہے۔

تفسیر: اس سے بڑھ کر کیا خسارہ ہو گا کہ برف بیچنے والے دکاندار کی طرح اس کی تجارت کا راس المال جسے عمرِ عزیز کہتے ہیں دم بدم کم ہوتا جا رہا ہے اگر اس زوال روی میں کوئی ایسا کام نہ کر لیا جس سے یہ عمرِ رفتہ ٹھکانے لگ جائے بلکہ ایک ابدی اور غیر فانی متاع بن کر ہمیشہ کے لئے کار آمد ہو جائے تو پھر خسارہ کی کوئی انتہا نہیں۔ زمانہ کی تاریخ پڑھ جاؤ اور خود اپنی زندگی کے واقعات پر غور کرو تو ادنیٰ غور و فکر سے ثابت ہو جائے گا کہ جن لوگوں نے انجام بینی سے کام لیا اور مستقبل سے بے پرواہ ہو کر محض خیالی لذتوں میں وقت گذادیا وہ آخر کار کس طرح ناکام و نامراد بلکہ تباہ و برباد ہو کر رہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ وقت کی قدر پہچانے اور عمرِ عزیز کے لمحات کو یوُنہی غفلت و شرارت یا کھیل کود میں نہ گنوائے۔ جو خصوصاً وہ قیمتی اوقات جن میں آفتابِ رسالت (حضرت محمدؐ) اپنی انتہائی نور افشانی سے دنیا کو روشن کر رہا ہے۔ اگر غفلت اور نسیان میں گذار دیئے گئے تو سمجھو، اس سے بڑھ کر کوئی خسارہ نہیں ہو سکتا۔ پس خوش نصیب اور اقبالمند وہی اشخاص ہیں جو اس عمرِ فانی کو باقی اور ناکارہ زندگی کو کار آمد بنانے کے لئے جدّوجہد کرتے ہیں اور بہترین اوقات اور عمدہ موقعوں کو غنیمت سمجھ کر نیک بختی اور کمال کے حاصل کرنے کی کوشش میں سرگرم رہتے ہیں۔

انسان کو خسارہ سے بچنے کے لئے چار باتوں کی ضرورت ہے اوّل خدا اور رسول پر ایمان لائے اور ان کی ہدایات اور وعدوں پر خواہ دنیا سے متعلّق ہوں یا آخرت سے، پورا یقین رکھے دوسرے اس یقین کا اثر محض قلب و دماغ تک محدود نہ رہے بلکہ اعضاء بدن میں ظاہر ہو، اور اس کی عملی زندگی اس کے ایمانِ قلبی کا آئینہ ہو۔

تیسرے محض اپنی انفرادی صلاح و فلاح پر قانع نہ ہو بلکہ قوم و ملّت کے اجتماعی مفاد کو پیشِ نظر رکھے۔ جب دو مسلمان ملیں ایک دوسرے کو اپنے قول و فعل سے سچّے دین اور ہر معاملہ میں سچائی اختیار کرنے کی تاکید کرتے رہیں۔

چوتھے ہر ایک کو دوسرے کی یہ نصیحت و وصیّت رہے کہ حق کے معاملہ میں اور شخصی و قومی اصلاح کے راستہ میں جس قدر سختیاں اور دشواریاں پیش آئیں یا خلافِ طبع امور کا تحمّل کرنا پڑے، پورے صبر و استقامت سے برداشت کریں۔ ہرگز قدم نیکی کے راستہ سے ڈگمگانے نہ پائے۔

جو خوش قسمت حضرات ان چار اوصاف کے جامع ہوں گے اور خود کامل ہو کر دوسروں کی تکمیل کریں گے اُن کا نام صفحاتِ دہر پہ زندۂ جاوید رہیگا اور

جو آثار چھوڑ کر دنیا سے جائیں گے وہ بطور باقیات صالحات ہمیشہ ان کے اجر کو بڑھاتے رہیں گے۔

فی الحقیقت یہ چھوٹی سی سورۃ سارے دین و حکمت کا خلاصہ ہے۔ امام شافعیؒ نے تو یہ فرمایا کہ اگر قرآن میں سے صرف یہی سورۃ نازل کر دی جاتی تو سمجھدار بندوں کی ہدایت کے لئے کافی تھی۔ بزرگانِ سلف میں جب دو مسلمان آپس میں ملتے تھے جدا ہونے سے پہلے ایک دوسرے کو یہ سورۃ سنایا کرتے تھے۔

(۳) شیطان سے دوستی

وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝

(پ ۵ ع ۱۵)

(ترجمہ) اور جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے۔ تو وہ صریح نقصان میں پڑا۔ ان کو وہ وعدہ دیتا ہے اور ان کو امیدیں دلاتا ہے اور شیطان جو کچھ وعدہ دیتا ہے سب فریب ہے۔

تفسیر: بنی آدم کا اول روز سے شیطان سخت دشمن اور بدخواہ ہے اور اس دشمنی کو صاف ظاہر کر چکا ہے تو اب یہ احتمال بھی نہ رہا کہ گو شیطان ہر طرح سے خبیث و گمراہ ہے۔ مگر شاید کسی کو خیر خواہانہ نفع کی بات بتلادے بلکہ یہ معلوم ہو گیا کہ وہ دشمن ازلی تو بنی آدم کو جو بتلائے گا ان کی گمراہی اور بربادی کی بات بتلائے گا۔ پھر ایسے گمراہ اور بدخواہ کی اطاعت کرنی کس قدر جہالت اور نادانی ہے۔ جب شیطان کی خباثت و شرارت اور اس کی عداوت کی کیفیت خوب معلوم ہو چکی تو اب اس میں کچھ شک نہ رہا کہ اپنے سچے معبود سے منحرف ہو کر جو کوئی اس کی موافقت کرے گا سخت نقصان میں پڑے گا۔ اس کے تمام وعدے اور امیدیں محض فریب ہیں نتیجہ یہ ہو گا کہ ان سب کا ٹھکانہ دوزخ ہو گا اور اس سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہو گی۔

(۴) اللہ کے سوا کسی غیر کی بندگی

قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِينِي ۝ فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُم مِّن دُونِهِ ۗ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝

(پ ۲۳ ع ۱۶)

(ترجمہ) تو کہہ۔ میں تو اللہ کو پوجتا ہوں خالص بندگی کر کے اس کے واسطے۔ اب تم اس کے سوا جس کو چاہو پوجو۔ تو کہہ بڑا خسارہ پانے والے وہ لوگ ہیں جو اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن ہار بیٹھے۔ سنتا ہے یہی صریح گھاٹا ہے۔

تفسیر: میں تو خدا کے حکم کے موافق نہایت اخلاص سے اسی اکیلے کی بندگی کرتا ہوں۔ تم کو اختیار ہے جس کی چاہو پوجا کرتے پھرو۔ ہاں اتنا سوچ لینا کہ انجام کیا ہو گا۔

مشرکین نہ اپنی جان کو عذابِ الٰہی سے بچا سکے، نہ اپنے گھر والوں کو، سب کو جہنم کے شعلوں کی نذر کر دیا۔ اس سے زیادہ خسارہ کیا ہو گا۔

(۵) اللہ کے سوا غیروں کو پکارنا

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۖ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ ۖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝ يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا يَنفَعُهُ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ۝ (پ ۱۷ ع ۹)

(ترجمہ) اور بعض شخص وہ ہے جو اللہ کی بندگی کنارے پر کرتا ہے پھر اگر اس کو بھلائی پہنچی تو اس عبادت پر قائم ہو گیا۔ اور اگر اس کو آزمائش پہنچی تو اپنے منہ پر الٹا پھرا۔ دنیا اور آخرت گنوائی یہی ہے صریح گھاٹا۔ اللہ کے سوا ایسی چیز کو پکارتا ہے جو نہ اس کا نقصان کرے اور نہ فائدہ یہی ہے گمراہ ہو کر دور جا پڑنا۔

تفسیر: بعض آدمی محض دنیا کی غرض سے دین کو اختیار کرتا ہے اور اس کا دل مذبذب رہتا ہے۔ اگر دین میں داخل ہو کر دنیا کی بھلائی دیکھے تو بظاہر بندگی پر قائم رہے اور اگر تکلیف پائے تو چھوڑ دے ادھر دنیا گئی ادھر دین گیا۔ کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل ابھی اس طرف ہے نہ اس طرف جیسے کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو جب چاہے نکل بھاگے۔

دنیا کی بھلائی نہ ملنے کی وجہ سے خدا کی بندگی چھوڑ دی اب ان چیزوں کو پکارتا ہے جن کے اختیار میں نہ ذرہ بھر بھلائی ہے نہ برائی۔ کیا خدا نے جو چیز نہیں دی وہ پتھروں سے حاصل کرے گا اس سے بڑھ کر کھلی حماقت کیا ہو گی۔

(۶) نیک اعمال کی کمی

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ كَالِحُونَ ۝

(پ ۱۸ ع ۶)

(ترجمہ) اور جس کے اعمال نامہ کے تول ہلکے نکلے سو وہی لوگ ہیں جو اپنی جان ہار بیٹھے، دوزخ ہی میں رہا کریں گے آگ ان کے منہ کو جھلس دے گی اور اس میں بدشکل ہو رہے ہوں گے۔

موت کے بعد ایک عالم برزخ آتا ہے جہاں پہنچ کر دنیا والوں سے پردہ میں ہو جاتا ہے اور آخرت بھی سامنے نہیں آتی۔ وہاں عذابِ آخرت کا تھوڑا سا نمونہ سامنے آتا ہے جس کا مزہ قیامت تک چکھتا رہے گا۔ عالم برزخ کے بعد قیامت کی گھڑی ہے۔ دوسری مرتبہ صور پھونکنے کے بعد تمام خلائق کو ایک میدان میں لا کھڑا کریں گے اس وقت ہر شخص اپنی فکر میں مشغول ہو گا۔ کوئی کسی کی بات نہ پوچھے گا۔ ہر ایک سے اس کے عمل کا سوال ہو گا۔ اور جس کی نیکیاں تھوڑی ہوں گی اور برائیاں زیادہ ہوں گی ان کو دوزخ میں پھینکا جائے گا۔ دوزخیوں کے بدن جل جل کر سوج جائیں گے۔ نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف تک اور اوپر کا پھول کر کھوپری تک پہنچ جائے گا اور زبان باہر نکل کر زمین پر لٹکتی ہو گی جسے دوزخی پاؤں سے روندیں گے۔

قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن دیکھا جائے گا جن کے اعمالِ قلبیہ و اعمال بدنی وزنی ہوں گے وہ کامیاب ہوں گے اور جن کا وزن ہلکا رہا وہ خسارہ میں رہے۔ اخلاص والا عمل بڑھے گا اور ریا والا گھٹے گا۔ (اے اللہ ہم کو ان قسم

کے عذابوں سے محفوظ رکھ)

(۷) تکذیب قیامت

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰہِ وَ مَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ ○ (پ ۱۱ ع ۱۰)

(ترجمہ) بے شک خسارہ میں وہ لوگ پڑے جنہوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا اور وہ ہدایت کی راہ پر نہ آئے۔

مطلب:- ہاں جنہوں نے اللہ سے ملاقات کی تصدیق کی اور سیدھی راہ پر چلے سراسر فائدہ میں ہیں۔

(۸) خدا و رسول کے احکام کی نافرمانی کا نتیجہ

وَ کَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّھَا وَ رُسُلِہٖ فَحَاسَبْنٰھَا حِسَابًا شَدِیْدًا وَّ عَذَّبْنٰھَا عَذَابًا نُّکْرًا ○ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِھَا وَ کَانَ عَاقِبَۃُ اَمْرِھَا خُسْرًا ○ (پ ۲۸ ع ۱۸)

(ترجمہ) اور کتنی بستیاں ایسی ہیں جو اپنے رب کے حکم اور اس کے رسولوں کے حکم سے نکل چلیں اور ہم نے ان کو سخت حساب میں پکڑا اور ان پر بن دیکھی آفت ڈالی۔ پھر انہوں نے اپنے کام کی سزا چکھی۔ آخرکار ان کے کام میں گھاٹا آگیا۔

تفسیر:- احکام شریعت کی (خصوصًا عورتوں کے بارے میں) پوری پابندی رکھو۔ اگر نافرمانی کرو گے تو یاد رہے کہ کتنی ہی بستیاں اللہ و رسول کی نافرمانی کے پاداش میں تباہ کی جا چکی ہیں جس وقت وہ لوگ تکبّر کر کے حد سے نکل گئے ہم نے اُن کا جائزہ لیا اور سختی سے لیا کہ ایک عمل کو بھی معاف نہ کیا پھر اُن کو ایسی نرالی آفت میں پھنسایا جو آنکھوں نے کبھی دیکھی نہیں تھی۔ یعنی عمر بھر جو سودا کیا تھا آخر اس میں سخت خسارہ اٹھایا اور جو پونجی تھی سب کھو کر رہے۔

یہ عبرتناک واقعات سن کر ایمانداروں کو ڈرتے رہنا چاہیئے کہیں ہم سے ایسی بے اعتدالی نہ ہو جائے کہ خدا کی پکڑ میں آجائیں۔

(العیاذ باللّٰہ)

(۹) قرآن سے رُوگردانی

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ○ (پ ۱۵ ع ۹)

(ترجمہ) اور ہم قرآن میں سے اتارتے ہیں جس سے روگ دفع ہوں اور ایمان والوں کو رحمت، اور گنہگاروں کو تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔

تفسیر:- جس طرح حق کے آنے سے باطل بھاگ جاتا ہے قرآن کی آیات سے جو بتدریج اترتی رہتی ہیں روحانی بیماریاں دُور ہوتی ہیں۔ دلوں سے عقائد باطلہ، اخلاق ذمیمہ اور شکوک و شبہات کے روگ مٹ کر صحت باطنی حاصل ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات اس کی مبارک تاثیر سے بدنی صحت بھی حاصل کی جاتی ہے۔ بہرحال جو لوگ ایمان لائیں یعنی اس نسخۂ شفا کو حاصل کریں گے تمام قلبی و روحانی امراض سے نجات پاکر خدا تعالیٰ کی رحمت خصوصی اور ظاہری باطنی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔ ہاں جو مریض اپنی جان کا دشمن، طبیب اور علاج سے دشمنی ہی کی ٹھان لے تو ظاہر ہے کہ جس قدر علاج و دوا سے نفرت کر کے دُور بھاگے گا اُسی قدر نقصان اٹھائیگا۔

(۱۰) مُنکرین کا انجام

سُنَّتَ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ ج وَ خَسِرَ ھُنَالِکَ الْکٰفِرُوْنَ ○ (پ ۲۴ ع ۱۴)

(ترجمہ) اللہ کی سنّت یونہی چلی آتی ہے اس کے بندوں میں، اور اس جگہ منکر خراب ہوئے۔

تفسیر:- ہمیشہ سے یونہی چلا آتا ہے کہ لوگ اوّل انکار و استہزا سے پیش آتے ہیں پھر جب عذاب میں پکڑے جاتے ہیں اس وقت شور مچاتے اور غلطیوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ اللہ کی عادت یہ ہے کہ اس وقت کی توبہ کو قبول نہیں فرماتا۔ آخر منکرین اپنے جرائم کی پاداش میں خراب اور برباد ہو کر رہ جاتے ہیں۔

(۱۱) فَمَنْ کَفَرَ فَعَلَیْہِ کُفْرُہٗ ط وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ اِلَّا مَقْتًا ج وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ اِلَّا خَسَارًا ○ (پ ۲۲ ع ۱۷)

(ترجمہ) پھر جو کوئی ناشکری کرے تو اُس پر اس کی ناشکری پڑے اور منکروں کو ان کے انکار سے رب کے سامنے بیزاری کے سوا اور کچھ نہ بڑھے گا۔

تفسیر:- کفر کا انجام سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی طرف سے برابر ناراضی اور بیزاری بڑھتی جائے اور کافر کے نقصان و خسران میں روز بروز اضافہ ہوتا رہے۔

(۱۲) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ج وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (پ ۲۸ ع ۱۴)

(ترجمہ) اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہی لوگ خسارہ میں ہیں۔

تفسیر:- آدمی کے لئے بڑے خسارے اور ٹوٹے کی بات یہ ہے کہ باقی کو چھوڑ کر فانی میں مشغول ہو اور اعلیٰ سے ہٹ کر ادنیٰ میں پھنس جائے۔ مال و اولاد وہی اچھی ہے جو اللہ کی یاد اور اس کی عبادت سے غافل نہ کرے اگر ان دھندوں میں پھنس کر خدا کی یاد سے غافل ہو گیا تو آخرت بھی کھوئی اور دنیا میں قلبی سکون و اطمینان نصیب نہ ہوا۔

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا

درسِ قرآن

واہ کینٹ میں

منعقدہ ۲۷ر فروری ۱۹۶۶ء

"مرتبہ" محمد عثمان غنی، بی۔ اے

"پارہ نمبر۳، سورہ آلِ عمران، رکوع نمبر۱، آیت نمبر۷ تا آیت نمبر۹"

میرے دوستو اور بھائیو! الحمدللہ آج پھر ہم قرآن سننے اور سنانے کے لیے جمع ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

جنوری کے آخر میں جو درسِ قرآن ہوا تھا اس میں سورتِ آلِ عمران کی ابتدائی آیتیں پہلے رکوع کی پڑھی گئی تھیں اور میں نے اس درس میں یہ عرض کیا تھا کہ آئندہ کے لیے انشاء اللہ قرآن مجید کی ہر بڑی سورت کا پہلا رکوع پڑھ دیا جائے گا۔ اور اسی کی تفسیر اور تشریح عرض کر دی جائے گی۔ اور کوشش یہ کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اگر ہمیں توفیق دے تو اس پہلے رکوع میں وہ سب باتیں بیان کر دی جائیں جن کو سن کر یا سمجھ کر ساری سورت کا خلاصہ انسان کی سمجھ میں آ جائے۔ اسی سلسلے میں میں نے سورت آلِ عمران کا پہلا رکوع پڑھا تھا اور اس پہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ سمجھایا تھا وہ پیش کیا گیا تھا۔

یہ رکوعِ مقدس نہایت ہی اہم رکوع ہے قرآن سارا ہی اہم ہے۔ لیکن اس رکوع میں جو باتیں رب العالمین نے بیان فرمائی ہیں وہ آج کل بھی ہماری زندگی کے لیے مشعل راہ ہیں اور ہمیں اپنا ایمان اور اپنا عمل سنبھالنے کے لیے ان آیتوں میں غور کرنے کی بہت شدید ضرورت ہے۔ اس لیے میں نے اسی رکوع کا کچھ حصہ دوبارہ پڑھا ہے اور اسی کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ اللہ نے اگر توفیق دی تو انشاء اللہ مارچ کے مہینے میں سورتِ نساء کا پہلا رکوع اسی طریقے کے مطابق پیش کیا جائے گا۔

میرے بھائیو اور میرے بزرگو! رب العلمین نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر جو کچھ نازل فرمایا اس کی تفصیل بیان فرمانے کے ساتھ فرمایا هُوَ الَّذِیٓ، وہی اللہ تو ہے اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ جس نے آپ پر یہ کتاب اتاری۔ تو جس اللہ نے توراۃ اتاری، جس اللہ نے انجیل اتاری، جس اللہ نے زبور اتاری، اسی اللہ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہ قرآن اتارا۔ جو یہودی توراۃ کو مانتے ہیں، اس لیے کہ وہ اللہ کا کلام ہے، جو عیسائی انجیل کو مانتے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو وہ یہود اور نصاریٰ قرآن کو کیوں نہیں مانتے۔ یہ بھی تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس اللہ نے توراۃ اتاری، اسی اللہ نے انجیل اتاری، اسی اللہ نے قرآن اتارا۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہ۔ حضور انور پہ جو اتارا اس کو "کتاب" کے ساتھ ارشاد فرمایا هُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وہی اللہ تو ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری۔ الکتاب۔ کِتٰبٌ مُّفَصَّلٰتٌ بھی ایک جگہ فرمایا۔ قرآن مجید کو کتاب کے ساتھ بہت جگہ ذکر فرمایا ابتدائے سورۃ بقرہ میں جو قرآن مجید کی ترتیب عثمانی کے لحاظ سے پہلی بڑی سورت ہے وہاں بھی یہ فرمایا ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ قرآن مجید کتاب ہے، قرآن مجید لکھی ہوئی ایک بات ہے، قرآن مجید ایک نوشتہ ہے۔ جو ناقابل فسخ، ناقابل ترمیم اور ناقابل تحریف ہے اس میں کوئی ترمیم نہ ہو سکے گی۔ اس میں کوئی تحریف نہ ہو سکے گی۔ رب العلمین چاہیں گے جس طرح سے اس کو بیان فرمائیں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت "قرآن مجید" کے حروف میں، کلمات میں، حرکات اور سکون میں، مضامین میں ترمیم کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ اس لفظ کتاب سے تعبیر فرمایا۔ هُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ۔ وہی اللہ تو ہے جس نے اتاری آپ پہ یہ کتاب۔ الکتٰب۔ کامل کتاب۔ تورات اور انجیل کتابیں تھیں لیکن وہ کامل نہیں تھیں۔ اپنے وقت کے لیے تو وہ کامل تھیں لیکن ہمیشہ کے لیے جو کامل ہے وہ قرآن مجید ہے۔ جس میں آنے والے تمام حالات کا طرز عمل مسلمانوں کے لیے مشعل راہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے دستور العمل صرف قرآن مجید ہی ہے۔ باقی جتنی کتابیں ہیں وہ وقتی کتابیں تھیں۔ ان پہ اس وقت کے لیے راہ ہدایت کے طور پہ ایمان لانا ضروری تھا۔ لیکن ابدی ہدایت کا سرچشمہ صرف قرآن مجید ہے۔ هُوَ الَّذِیٓ وہی اللہ تو ہے جس نے آپ پہ یہ کامل کتاب اتاری مِنْہُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ ان میں سے بعض آیتیں ایسی ہیں جو بڑی پکی آیتیں ہیں۔ پختہ آیتیں ہیں هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وہی آیتیں اصل ہیں۔ اس کتاب کا وَاُخَرُ مُتَشٰبِہٰتٌ اور کچھ ایسی آیتیں بھی ہیں جو متشابہات ہیں۔ کئی طرف ملتی جلتی ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید خود فرما رہے ہیں کہ آیاتِ قرآنی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہیں۔ محکمات۔ محکم کا معنی پکی، پختہ۔ قرآن مجید ایک اعتبار سے سارا ہی محکم ہے۔ قرآن مجید نے قرآن کو محکم بھی فرمایا، کتاب حکیم بھی فرمایا اس اعتبار سے تو یہ محکم ہے کہ اس کی تاویل غلط نہیں کی جاسکتی۔ اس میں ترمیم نہیں کی جاسکتی، یہ دنیا سے مٹ نہیں سکتا اس کے الفاظ میں ردوبدل نہیں ہو سکتا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ہم ہی نے اس ذکر کو اتارا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ اس اعتبار سے سارا قرآن محکم ہے لیکن معانی کے اعتبار سے، مراد سمجھنے کے اعتبار سے اس کی وضاحت کرنے کے اعتبار سے قرآن مجید کے الفاظ کی جیسا کہ پہلے بھی میں عرض کر چکا ہوں تین قسمیں ہیں ایک ہیں محکمات، جس کا لفظ بھی سمجھ میں آجائے معنے بھی سمجھ میں آ جائیں، مراد بھی سمجھ میں آ جائے جیسا کہ فرمایا لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی زنا کے قریب بھی مت جاؤ۔ ہر ایک آدمی اس کا معنیٰ سمجھتا ہے کہ اس کا معنی کیا ہے ایک ہیں متشابہات، متشابہات مشتق ہے تشابہ سے۔ تشابہ کا یہ معنیٰ ہے کہ معنی تو یقیناً اس کا ہے لیکن وہ مختلف صورتوں کے ساتھ اس طرح ملتے جلتے ہیں کہ انسان ایک معنیٰ متعین نہیں کر سکتا۔ اس کی میں اپنے درس میں یوں مثال دیا کرتا ہوں۔ جیسے چار دوستوں کے پاس انڈے ہوں، ہر ایک انڈہ ہے چاروں نے وہ انڈے لا کر ایک ٹوکری میں رکھ دیئے اب اگر ان سے کہا جائے کہ بھائی تم اپنے اپنے انڈے اٹھا لو تو وہ ذرا مشکل محسوس کریں گے کیونکہ انڈوں کی شکل، انڈوں کی ساخت انڈوں کا حجم تقریباً آپس میں اس حد تک گہرے طریقہ پہ ملتا جلتا ہے کہ پھر ان میں امتیاز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تو ہم مان لیں گے کہ چاروں انسان ہیں چاروں اپنے اپنے انڈے لائے ہیں اور ان کا ایک ایک انڈہ اس ٹوکری میں ہے لیکن وہ اپنے انڈے کو آسانی کے ساتھ جدا کر لیں، یہ ذرا بات مشکل سی ہے اسی طرح قرآن مجید کے کچھ الفاظ ہیں کچھ کلمات ہیں جو متشابہ ہیں، تشابہ رکھتے ہیں، شبہ کہتے ہیں چہرے کو یعنی ملتے جلتے ہیں۔ مختلف معانی کے ساتھ۔ ان میں ایک معنیٰ متعین کر لینا، صحیح اور واضح مراد کا متعین کر لینا، یہ ذرا مشکل ہے اور اس کی مثال میں نے عرض کی سورت فاتحہ کی ابتدائی تفسیر میں جیسا کہ ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ۔ اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم جو لوگ آپ سے

بیعت کرتے ہیں، وہ در حقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پہ اللہ کا ہاتھ ہے۔ یدُ اللہ۔ یَد کہتے ہیں ہاتھ کو، اللہ کہتے ہیں اللہ کو یدُ اللہ۔ اللہ کا ہاتھ۔ اب پڑھنے میں بھی ہم پڑھیں گے یدُ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ۔ ترجمہ بھی کیا کریں گے؟ اللہ کا ہاتھ۔ لیکن اللہ کا ہاتھ کیسا ہے؟ کتنی انگلیاں ہیں؟ انگلیاں ہیں یا نہیں؟ ہتھیلی ہے یا نہیں؟ کتنا لمبا ہے؟ کتنا چوڑا ہے اس میں اگر ہم پڑ جائیں گے تو عنداللہ ہم مجرم بن جائیں گے اس لیے کہ فرمایا لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ۔ اللہ کی مثل کی طرح بھی کوئی چیز نہیں اللہ کی مثل بھی نہیں۔ اور اللہ کی طرح ہے ہی کوئی نہیں۔ اب جس کو دیکھا نہیں سکتے، اس کی کسی تفصیل میں، اس کی کسی تشریح میں بندہ کیسے پڑ سکتا ہے؟ اس لیے ہم یہ ترجمہ کریں گے کہ اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پہ بس۔ آگے ہم رک جائیں گے۔

تو قرآن مجید نے متشابہات کو معیار قرار دیا ہے۔ میں آج مسلمان کو اس لیے زیادہ عرض کر رہا ہوں، میرے دوستو اور میرے بزرگو قرآن مجید کی تعلیمات ابدی ہیں اور سرمدی ہیں۔ ہمارے علماء اسلام نے، اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ ہر دور میں ہمیں قرآن مجید کو مشعل راہ بنانے کا حکم دیا ہے اور ہمیں ایسی تعلیمات دی ہیں کہ ہم ہر دور میں قرآن مجید سے اپنے لیے نجات کے ذرائع ڈھونڈ سکتے ہیں۔ دیکھیے ہمارے اس علاقے میں بھی اور میرا خیال ہے تمام اکثر مسلمانوں کے علاقوں میں جو عام لوگ نماز پڑھتے، سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے، سورۃ فاتحہ کے بعد سورت اخلاص ہم پڑھتے ہیں۔ قل ھو اللّٰہُ اَحَدٌ ج اللّٰہُ الصَّمَدُ ج لَمْ یَلِدْ لا وَلَمْ یُوْلَدْ ۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ع ہمارے سب دیہات میں شہروں میں سورت فاتحہ کے بعد اس سورت کو پڑھتے ہیں۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ یہ سورت چونکہ چھوٹی ہے اس لیے ہمارے علماء اور ائمہ مساجد حضرات نے ہمیں یہ سکھائی ہے تو یہ بات نہیں جچتی اس لیے کہ اس سے چھوٹی سورت تو والعصر ہے۔ وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ع اور اسی طرح سورتِ کوثر،

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ع ۔ وہ بھی چھوٹی سورت اخلاص کو نماز کے ساتھ زیادہ طور پہ پڑھنے اور پڑھانے کا جو طریقہ علماءِ اسلام نے اختیار فرمایا، اس لیے اختیار فرمایا تاکہ مسلمان۔۔ وہ مسلمان جس نے اقرار کیا ہے نماز کے شروع میں۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللہ سب سے بڑا، اور جس کا بنیادی اقرار نامہ کیا ہے؟ کلمہ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ وہ اپنی ہر نماز میں اس کو دہراتا رہے کہ اللہ واحد لاشریک ہے سورت اخلاص اللہ تعالیٰ کی توحید صفاتی کو بھی بیان کرتی ہے، سورت اخلاص اللہ تعالیٰ کی توحیدِ افعالی کو بھی بیان کرتی ہے، سورتِ اخلاص توحید کامل پہ مشتمل ہے تاکہ مسلمان اپنی نماز میں۔ ہر نماز میں توحید کامل کو دوہراتا رہے کیونکہ وہ ہر وقت اللہ کی مخالفت میں پھنس سکتا ہے، تو اسے یہ سبق یاد رہے کہ جس اللہ کی میں نماز پڑھ رہا ہوں وہ تو یکتا ہے، وہ تو بے نیاز ہے، اس کا تو کوئی شریک اور سہیم نہیں اور اسی لیے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورت اخلاص جو ہے (سورتِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کے الفاظ آتے ہیں حدیث میں۔ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ) یہ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے یعنی اگر ایک دفعہ سورت اخلاص پڑھ لی تو اسے دس پارے پڑھنے کا ثواب مل جائے گا، تین دفعہ پڑھ لی تو پورے قرآن کا ثواب مل جائے گا اس لیے زیارتِ قبور کا جو حکم ہے (علمائے دیوبند زیارتِ قبور کے منکر نہیں ہیں۔ یہ غلط الزام لگا دیا جاتا ہے یہ تو کہتے ہیں نہ کسی زندہ کو خدا سمجھو نہ کسی مردہ کو خدا سمجھو۔ خدا ایک ہے۔ بس۔ انبیاء کی قبروں پہ جاؤ، اولیا کی قبروں پہ جاؤ، عامۃ المسلمین کی قبروں پہ جاؤ لیکن طریقہ جو ہے، وہ کیا ہے؟ یہ مسئلہ بھی آجکل چلا ہوا ہے تو میں عرض کر رہا ہوں کہ علماء اُمَّۃً وَّسَطًا ہیں اکابر علمائے دیوبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم افراط و تفریط میں نہیں جاتے۔

تو فرمایا کہ تم جب میت کے پاس پہنچو، قبر پہ پہنچو، تو وہاں جاکر پہلے سلام کہو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ الْمُؤْمِنِیْنَ یا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ ۝ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ط ہم بھی

تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ یہ نہیں کہ تمہارے پاس دفن ہونے والے ہیں۔ بلکہ جیسے تم مر گئے ہو ہم بھی مر جائیں گے ایک وقت آئے گا کہ ہم بھی اسی سلسلے میں شامل ہو جائیں گے۔ اب تو ہمارا نام زندوں کے دفتر میں ہے پھر ہمارا نام تمہارے دفتروں میں آجائے گا۔ اس کے بعد اگر آتی ہو تو سورتِ تکاثر پڑھے اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۙ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ط..... اور پھر اس کے بعد سورت فاتحہ ایک دفعہ پڑھے اور سورت اخلاص تین دفعہ پڑھے تاکہ میت کی روح کو پورے قرآن کا ثواب مل جائے۔ ہم یہ تو کرتے نہیں۔ جو سُنّت ہے وہ تو کرتے نہیں اور جاکر پتہ نہیں کیا کیا کرتے رہتے ہیں۔ میت کو بھی کوفت۔ حدیثوں میں آتا ہے صحیح حدیث ہے اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ میت کو دکھ دیا جاتا ہے جب اس کے پچھلے لوگ اس پہ روتے ہیں۔۔ علماء حدیث نے پھر اس کی تشریح فرمائی اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ رونے والے جب میت کے لیے روتے ہیں تو وہ اس کے مناقب کو بیان کرتے ہیں بڑھا چڑھا کر مرنے والے کو جب رویا جاتا ہے تو اس پر کیسے روتے ہیں؟ یہ تو کوئی نہیں کہتا ناکہ تو بڑا نالائق تھا، تو بڑا بد شکل تھا تو بڑا بد عقل تھا، تو بڑا کنجوس تھا۔ مرنے والے کو کبھی کوئی یوں روتا ہے؟ مرنے والے کو تو روتے ہی اس لیے ہیں کہ اس کے محاسن بیان کرتے ہیں۔ تو بڑا شیر بہادر تھا۔ تو بڑا تیس مار خاں تھا، تو بڑا ایسا تھا، تو بڑا ایسا تھا اس کے مناقب اور صفات بیان کرتے ہیں تو پھر فرشتے اس کو قبر میں آکر چونکیں دیتے ہیں اس کو آکر مارتے ہیں کہ بتا تو نے یہ کام کئے جو پچھلے کہہ رہے ہیں؟ تیرے رونے والے تو تیرے حق میں کوئی ایسی بات نہیں کہتے جو تیری قبر کی بہتری کا باعث ہو۔ قبر میں تو تیرے لیے وہ باتیں آنی چاہئیں جو تیری نیکی کا باعث ہوں اس لیے میرے دوستو بزرگو فرمایا کہ میت کو برائی سے یاد نہ کرو۔ برائی کے دونوں معنے ہیں یعنی میت کے لیے کوئی بات بیان کرو تو وہ بیان کرو جو رفع درجات کا باعث ہو مرنے کے بعد اس کی قبر پہ جو کتبہ وغیرہ لکھو۔ اب تو یہ بھی بڑا لمبا قصہ بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو سمجھ نصیب فرمائے۔ جس قبر کو دیکھو جیسے پلیٹ فارم بنا ہوتا ہے۔ اتنا

(باقی صـ۱۸ پر)

مولانا ابو سعید شاہ عبد العزیز قادری

بیادِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

یہ تقریر ۱۶ جنوری ۶۶ء کو تنظیم اہلسنت کے ایک اجلاس میں بی این آر آڈیٹوریم میں کی گئی تھی۔

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً۔

صدر گرامی قدر! معزز حاضرین وحاضرات! یہ جلسہ تنظیم اہلسنت کی طرف سے حضرت علیؓ کی شان بیان کرنے کے لئے بلایا گیا ہے تاکہ ہم خلیفہ راشد کی ایمانی قوت، جرأت، تدبر اور اصول حکمرانی سے اسباق حاصل کر کے اپنے مستقبل کی تعمیر ان بنیادوں پر کریں جو خلفائے راشدین نے دنیا کے لئے تجویز کی ہیں۔

حضرات! آپ کا نام علی ابن طالبؓ ہے اور ابو الحسن، ابو تراب کنیتیں ہیں اسد اللہ قریشی ہاشمی القاب ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور حضورؐ کی بیٹی فاطمۃ الزہرا کے شوہر ہونے کی وجہ سے حضورؐ کے داماد بھی ہیں۔ نابالغ بچوں میں سب سے پہلے آپ اسلام لائے۔ آپ ان دس صحابہؓ میں سے ہیں جنہیں حضورؐ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ اہل حق کے نزدیک خلفائے ثلاثہ کے بعد تمام امت محمدیہ میں آپ مرتبے میں سب سے اونچے ہیں۔

احادیث میں نہایت کثرت کے ساتھ حضرت علیؓ کے فضائل و محاسن وارد ہیں۔ حضورؐ نے حضرت علیؓ کو شہادت کی بشارت فرمائی تھی اور ان کے قاتل کو اشقیٰ (بڑا بد بخت) فرمایا تھا حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ چوتھے خلیفہ راشد منتخب ہوئے اور ۲ دن کم پانچ سال آپ خلافت پر فائز رہے ۱۸ رمضان سنہ ۴۰ھ کو تریسٹھ سال کی عمر میں بمقام کوفہ عبد الرحمٰن ابن ملجم خارجی کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حضرات! یہ مختصر حالات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عرض کر دیئے گئے ہیں لیکن مندرجہ بالا فضائل میں جو سب سے اہم فضیلت کی بات ہے وہ یہ ہے جو آیت کریمہ میں بیان فرمائی گئی کہ "محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ایمان واخلاص کے ساتھ محمد مصطفےؐ کے ساتھی بن گئے وہ کفار پر سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ہمدرد ہیں وہ اپنے پروردگار سے اس کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں"

چنانچہ حضرت علیؓ تقریباً آٹھ سال کی عمر میں حضورؐ پر ایمان لاتے ہیں اور حضورؐ نے جب پہلے غار حرا سے اتر کر سب سے پہلے اپنے خاندان کے افراد اور پھر نسل انسانی کو خطاب فرمایا کہ لوگو! تم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرو تم کامیاب ہو جاؤ گے اور میں تمہارے سامنے دنیا و آخرت کی بے پناہ نعمتیں پیش کر رہا ہوں تم میں سے کون ہے جو میرا ساتھ دیتا ہے تو سب سے پہلے حضرت علیؓ کی آواز بلند ہوئی اور کھڑے ہو کر انہوں نے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ میری عمر سب سے کم ہے مجھے آشوبِ چشم کی بھی تکلیف ہے میری ٹانگیں بھی کمزور ہیں مگر میں باوجود اس کے آپؐ کا ساتھ دیتا ہوں حضورؐ نے لوگوں سے تین بار سوال کیا ہر بار حضرت علیؓ اٹھتے رہے اور اسی انداز میں اپنی وفاداری پیش فرماتے رہے۔

جب تبلیغ اسلام اپنے ابتدائی مراحل میں تھی تو بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ ۱۳ سال نہایت صبر آزما اور بے حد پریشانیوں سے گھری ہوئی تھی بالآخر آپؐ کو مکۃ مکرمہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ ہجرت کے وقت صادق اور آمین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی امانتیں حضرت علیؓ کے سپرد فرمائیں اور انہیں اپنے بستر پر لیٹ جانے کا حکم دیا۔

ہجرت کے بعد جب مسجد نبوی کی تعمیر کا وقت آیا تو حضرت علیؓ وہاں بھی اینٹیں اور گارا اٹھا کر لاتے دکھائی دیتے ہیں۔ جب اللہ کی طرف سے حکم جہاد ہوا تو حضرت علیؓ نے اپنی شجاعت وبہادری کے جوہر دکھائے۔ حضرت علیؓ نے اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے حضورؐ کے دل میں جگہ بنالی چنانچہ سنہ ۲ھ میں حضورؐ نے سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ سے آپ کی شادی فرما دی جن کے بطن سے حضرت حسن وحسین اور محسن اور دو بچیاں زینب اور کلثوم پیدا ہوئیں اسی طرح جنگ احد میں بھی حضرت علیؓ نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے سوائے جنگ تبوک کے تمام غزوات میں حضورؐ کے ساتھ رہے صلح حدیبیہ کے وقت معاہدہ کے کاتب بھی حضرت علیؓ ہی تھے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر بھی یمن سے جلدی واپس ہو کر شریک حج ہو گئے تھے۔ حضورؐ کو دفن سے پہلے غسل بھی آپ نے ہی دیا تھا —— ایک بار حضورؐ آپ پر بہت خوش ہو کر فرمایا کہ اے خدا میں اس کا دوست ہوں جس کا علیؓ دوست ہے۔ حضرت علیؓ علم وادب کے مبدا ان کے بھی شہسوار تھے عربی صرف (گرامر) کے بانی حضرت علیؓ ہی کو کہا جاتا ہے۔

چنانچہ ایک بار حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں! حضور کے وصال کے بعد جب ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کا آغاز ہوا حضرت علیؓ نے بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جب حضرت عمر کی خلافت کا دور آیا تو بھی حضرت علیؓ بڑی شخصیت خیال کئے جاتے تھے۔ اور مجلس شوریٰ کے سب سے اہم رکن سمجھے جاتے تھے جب حضرت عمر بیت المقدس کی فتح کے وقت وہاں تشریف لے گئے تو قائم المقام خلیفۃ المسلمین حضرت علیؓ ہی کو مقرر فرمایا تھا۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے وقت جن چھ آدمیوں کے نام حضرت عمرؓ نے پیش کئے تھے ان میں حضرت علی کا نام بھی لیا جاتا ہے۔

اسی طرح حضرت عثمانؓ کی خلافت کے دور میں حضرت علیؓ ہر خدمت کے لئے پیش پیش نظر آتے ہیں آپ نے حضرت عثمانؓ کو ہر طرح کی امداد دی یہاں تک کہ اپنے بیٹوں حضرت حسن وحسین کو کھڑا کر دیا کہ کوئی اندر داخل نہ ہو۔ اسی وجہ سے باغی لوگ چھت پھاند کر داخل ہوتے ہیں اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیتے ہیں

حضرات! یہ مسئلہ شروع ہی سے روز روشن کی طرح واضح ہے لیکن مخالفین اسلام

اور منافقین نے اسے اس قدر ہوا دی کہ ایک سطحی نگاہ رکھنے والا طالب علم جب ان مسائل پر غور کرنے بیٹھتا ہے تو اسے خلافت راشدہ کی عمارت کچھ متزلزل دکھائی دیتی ہے اور وہ پریشان ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ اگر واقعہ یہی ہے تو (نعوذ باللہ) اس کا مطلب یہاں جا کر ختم ہوتا ہے کہ حضورؐ اپنے منصب نبوت سے کامل طور پر عہدہ برا نہیں ہو سکے انہوں نے اپنے ارد گرد جن لوگوں کو جمع کیا تھا وہ نعوذ باللہ غلط تھے ایسا تصور کرنا بھی خارج از مبحث ہے، تاہم بہتر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ ہی کی زبانی جو روایات خلفائے ثلاثہ یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے حق میں کثرتِ طرق سے وارد ہوتی ہیں انہیں بیان کر دیں تاکہ کسی حد تک مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے تاکہ جو شخص حضرت علیؓ کو خلفائے ثلاثہ پر فضیلت دیتا ہے حضرت علیؓ ہی کے فتوے سے بدعتی اور قابل تعزیر ہو جائے اور یہ حقیقت ہے کہ اس مسئلہ کو جس شرح وبسط سے حضرت علیؓ نے خود واضح فرمایا یہ وہی بیان کر سکتے تھے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ جو لوگ حُبِّ علیؓ کی آڑ لے کر خلافت راشدہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی مخالفت کرتے ہیں کس حد تک ان کے دلائل میں جان ہے ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ازالۃ الخفاء میں متعدد سندات اور کثرت طرق کے ساتھ ان روایات صحیحہ کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے جو حضرت علیؓ سے مروی ہیں جن کا بیان کرنا اس تھوڑے وقت میں بہت مشکل ہے تاہم چند روایات بطور مشت از نمونہ خروارے پیش کی جاتی ہیں ۔

(۱) حضرت علیؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ آپ نے مجھے خبر دی کہ آپ کے بعد ابوبکرؓ دین اسلام کے والی ہوں گے پھر عمرؓ اور پھر عثمانؓ پھر میری طرف رجوع کیا جائے گا مگر میرے اور لوگوں کے درمیان اتفاق نہ ہو گا ۔

(۲) اور ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جس رات کو مجھے معراج ہوئی میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ ذوالنورین ۔

(۳) ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پیران اہل جنت کے سردار ہیں یہ حدیث متعدد سندات سے حضرت علیؓ سے مروی ہے چنانچہ شعبی نے حارث سے انہوں حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے جس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے حضورؐ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ انبیاء ومرسلین کے سوا باقی تمام پیران اہل جنت کے اگلے پچھلے سب کے سردار ہیں ۔ اے علیؓ تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ دینا ۔

(۴) محمد ابن حنفیہ سے روایت ہے جسے امام بخاری اور ابوداؤد نے سفیان ثوری سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوالعلی نے محمد بن حنفیہ سے روایت کر کے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد حضرت علیؓ سے پوچھا کہ حضور کے بعد بہتر کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ پھر پوچھا کہ ان کے بعد فرمایا کہ عمرؓ پھر مجھے خیال آیا کہ عثمانؓ کا تذکرہ نہ فرما دیں چنانچہ میں نے پوچھا کہ اس کے بعد آپ ہیں نہیں میں تو مسلمانوں میں سے ایک ہوں ۔

(۵) حاکم نے سفیان بن عیینہ سے انہوں نے امام جعفر صادق سے انہوں نے اپنے باپ باقر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے جنازے کے پاس گئے اس حال میں کہ ان کے جسم پر چادر پڑی ہوئی تھی حضرت علیؓ نے کہا آپ پر رحم کرے پھر فرمایا اے لوگو! اب کوئی ایسا نہیں کہ اس جیسے اعمالنامہ کے ساتھ مجھے خدا سے ملنا اس چادر پوش کے اعمال نامہ سے زیادہ محبوب ہو ۔

(۶) ابو عمرؓ نے استیعاب میں حکم سے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دے گا میں اس کو مفتری کی حد یعنی اسّی درّے ماروں گا ۔

(۷) ابو عمرؓ نے استیعاب میں حسن بصریؒ سے روایت کیا ہے اور وہ قیس بن عباد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول خدا کے مرض وفات میں کچھ دن اور کچھ راتیں ایسی تھیں جب اذان ہوتی تو آپ فرماتے اے لوگو! ابوبکر سے کہہ دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضورؐ کی وفات کے بعد میں نے غور کیا کہ نماز اسلام کی عمارت ہے اور علامت ہے لہذا جب ابوبکرؓ اس میں ہمارے ہو چکے ہیں تو ہم نے اپنے سردار ہونے کے لئے اس شخص کو پسند کیا جس کو حضورؐ نے ہمارے دین کی سرداری کے لئے پسند فرما لیا پس بلا تکلف ہم نے ابوبکرؓ کی بیعت کر لی ۔

(۸) عمر بن ابراہیم بن خالد نے عبد الملک بن عمیر سے انہوں نے اسید بن صفوان سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے وفات پائی اور سارا مدینہ رونے کی آواز سے گونج اٹھا اور تمام لوگ شدتِ غم سے مدہوش ہو گئے اور یہ منظر حضورؐ کی وفات کا منظر پیش کر رہا تھا اس حادثہ کی خبر سن کر حضرت علیؓ دوڑے ہوئے آئے اور آپ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور دروازہ پر ٹھہر گئے پھر فرمایا کہ اے ابوبکرؓ خدا آپ پر رحم کرے اور یہ کہہ رہے تھے کہ آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہے اور پھر فرمایا اے ابوبکرؓ آپ رسولِ خدا کے دوست تھے اور آپ ان کے مونس تھے اور آپ ان کے مرجع ومعتمد تھے اور آپ ان کے رازدار اور مشورہ دینے والے تھے اور آپ بالغ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے اور سب سے زیادہ خالص الایمان تھے اور سب سے زیادہ مضبوط یقین کے تھے ۔ اور سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھنے والے تھے اور سب سے زیادہ وہ اللہ کے دین کے لئے نافع تھے اور رسول خدا کی نگہداشت میں سب سے فائق درجے پر تھے اور سب سے زیادہ اسلام پر شفقت کرنے والے تھے اور اصحابِ رسولِ خدا کے حق میں سب سے زیادہ بابرکت تھے اور سب سے زیادہ رسولِ خدا کا حقِ رفاقت ادا کرنے والے تھے مناقب میں سب سے زیادہ اور سوابق میں سب سے زیادہ افضل تھے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کی طرف سے اور اپنے رسول کی طرف سے جزائے خیر عطا کرے ۔ اے ابوبکرؓ آپ رسول خدا کے نزدیک بمنزلہ کان اور آنکھ کے تھے ۔

اے ابوبکرؓ آپ نے رسولِ خدا کی تصدیق اس وقت کی تھی جب تمام لوگ آپ کی تکذیب کرتے تھے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام صدیق رکھا اور فرمایا وَالَّذِی جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اور وہ جو سچ لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی سچ کہنے والے محمدؐ ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے ابوبکرؓ ہیں ۔

اے ابوبکرؓ آپ نے رسولِ خدا کی اپنی جان سے غمخواری اس وقت کی جب کہ اور لوگ بخل کرتے تھے اور آپ نے حضرت کی رفاقت مصائب کے وقت کی جب کہ اور لوگ اعانت سے بیٹھ گئے تھے اور آپ نے سختی کے وقت حضورؐ

کی صحبت اختیار کی آپ صحابہؓ میں سب سے زیادہ محکم ومصدق ثانی اثنین اذ ہما فی الغار یعنی غار میں حضورؐ کے ساتھی اور رفیق تھے اور امت میں انؐ کے خلیفہ اور جانشین تھے جن پر خدا کی طرف سے سکینہ اور وقار نازل ہوا۔ اے ابوبکرؓ آپ نے رسولِ خدا کا وہ کام کیا جو کسی نبی کے خلیفہ نے نہ کیا اے ابوبکرؓ آپ نے طریقہ رسول کو مضبوطی سے پکڑے رکھا جب لوگ ادھر ادھر بھٹک رہے تھے آپ کی خلافت کا دور منافقوں کی ذلت کافروں کی ہلاکت حاسدوں کی ناگواری اور باغیوں کی ناخوشی سبب تھی اور آپ اس وقت قائم بامر اللہ ہوئے جب کہ اور لوگوں نے ہمتیں پست کر دی تھیں اور آپ اس وقت ثابت قدم رہے جب کہ اور لوگوں میں تردد پیدا ہو چکا تھا آپ نور الٰہی کے ساتھ خطرناک راستوں سے گذرتے گئے جب کہ اور لوگ ٹھہر گئے پھر آپ کی راہ پر دیکھ کر آپ کی پیروی کی سب نے راہ پائی آپ آواز میں سب سے زیادہ پست تھے کسی کو سختی سے پیش نہیں آتے تھے۔ اور مراتب میں سب سے بلند تھے اے صدیق! خدا کی قسم آپ دین کے سردار تھے امور دینی و دنیاوی کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور عمل کے لحاظ سے سب سے زیادہ افضل تھے۔ آپ مسلمانوں کے لئے مہربان باپ تھے اے ابوبکرؓ آپ کافروں پر تو عذاب الٰہی اور ایمان داروں کے لئے خدا کی رحمت اور مضبوط قلعہ تھے۔

پس ان محامد وخوبیوں کے ساتھ آپ دریائے خلافت میں داخل ہوئے اور انتہا تک پہنچ گئے آپ کے فراق نے لوگوں کو شکستہ دل اور ویرانِ خاطر کر دیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

راوی کہتا ہے کہ سب لوگ اس تقریر کے وقت خاموش رہے یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے اپنی تقریر ختم کی تو سب روئے یہاں تک کہ رونے کی آواز اتنی بلند ہوئی پھر سب نے کہا کہ اے داماد رسول آپ نے سچ فرمایا۔

(۹) حاکم نے دو سندوں سے روائت کی ہے کہ قیس بن عباد سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے سُنا وہ جنگ جمل کے روز فرماتے تھے کہ خداوندا میں عثمانؓ کے خون سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں بے شک جس دن حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو میری عقل ٹھکانے نہ رہی میں نے اپنے دل کی حالت متغیر پائی لوگ میرے پاس بیعت کے لئے آئے تو میں نے ان سے کہا خدا کی قسم مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس قوم کی بیعت لوں جس نے ایک ایسے شخص کو شہید کیا جس کے لئے حضورؐ نے فرمایا کہ کیا ہم اس کا حیا نہ کریں جس سے فرشتے حیاء کرتے ہیں بے شک میں خدا سے شرم کرتا ہوں کہ میں تم سے بیعت لوں اس حال میں کہ عثمانؓ مقتول پڑے ہیں ابھی تک دفن نہیں ہوئے میرے کہنے پر وہ لوگ واپس لوٹ گئے پھر جب حضرت عثمانؓ دفن کر دیئے گئے تو وہ لوگ پھر میرے پاس آئے اور بیعت کی درخواست کی میں نے دل میں کہا کہ خدایا اس بوجھ سے ڈرتا ہوں کہ جس پر لوگوں کے کہنے سے جا رہا ہوں لوگوں نے پھر جب مجھے یا امیر المؤمنین کہا تو میرا دل پاش پاش ہو گیا تو میں نے کمال انکساری سے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی کہ اے خداوند مجھ سے عثمانؓ کا بدلہ لے لے یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائیں۔

(۱۰) حاکم نے ہارون بن عشیرہ اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خورنق نامی محل میں حضرت علیؓ کو ایک تخت پر بیٹھے دیکھا اور ابان بن عثمانؓ بھی ان کے پاس تھے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ جنت میں میں اور تمہارے والد ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ونزعنا ما فی صدورھم اور ان کے دلوں میں جو کینہ تھا وہ ہم دور کر دیں گے اور سب بھائی بھائی کی طرح رہیں گے اور تختوں میں آمنے سامنے بیٹھا کریں گے (یعنی جنت میں)

تلک عشرۃ کاملۃ

ان کے علاوہ بے شمار روایات ہیں لیکن ہم اس صحبت میں انہی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

حضرات! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سالہ دورِ نبوت میں جس کھیتی کو تیار کیا اس کے ثمرات ونتائج وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ ہیں اور وہ آسمانِ نبوت کے تارے ہیں حضورؐ نے فرمایا میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی تم اقتداء کرو گے ہدایت کی راہ پر گامزن ہو جاؤ گے۔ جس طرح ایک زمیندار اپنی کھیتی کو لہلاتے دیکھ کر خوش ہوتا ہے اسی طرح حضورؐ بھی اپنے صحابہؓ کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا خیر القرون قرنی الحدیث سب سے بہتر زمانہ میرا ہے پھر وہ زمانہ جو اس سے ملا ہوا پھر وہ جو اس سے ملا ہوا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے بہتر زمانہ نبوّت محمدیہ کا ہے پھر خلافت ابوبکرؓ پھر خلافت عمرؓ پھر خلافت عثمانؓ اور پھر خلافت علیؓ کا۔

میرے مسلمان بھائیو! ہر دور کے مسلمانوں پر شرعی فرض ہے کہ وہ خلافت راشدہ کی طرز کی حکومت قائم کریں اگر وہ اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کریں گے تو خدا کے ہاں مجرم تصور ہوں گے خلافت راشدہ کی تعریف ازالۃ الخفاء میں شاہ صاحب نے یہ تعریف کی ہے کہ :- وہ ایک عمومی ریاست ہوتی ہے جو اقامتِ دین کے لئے بحیثیت قیامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ امور ذیل معرضِ وجود میں آئی ہو جن میں علوم دینیہ کا زندہ کرنا ارکانِ اسلام کا قیام جہاد اور جہاد سے متعلق چیزیں جاری کرنا لشکروں کا ترتیب دینا سپاہیوں کا تنخواہ دینا ان پر مال غنیمت تقسیم کرنا، قضا وحدود کا قائم کرنا اور مظالم کا دور کرنا ہے (اللہ ہمیں توفیق دے آمین)

حضرت علیؓ نے اپنے قول وفعل سے خلافت راشدہ کی تکمیل فرمائی اور بلاشبہ خلیفہ چہارم ہونے کا حق ادا کیا آپ نے خلفائے ثلاثہ کی اپنے اپنے دور میں بیعت کی اور کسی رُعب میں آکر بیعت کرتے ہیں تو شیر خدا کے شان کے برخلاف ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ: مجلس ذکر

چلے اور ہر گھڑی معصیت اور گناہوں سے بچتا رہے۔ ارشاد ربانی ہے :-

یٰایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ۵

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہئے۔ اور اس حالت میں تمہیں موت آئے کہ تم مسلمان ہو۔ یعنی مرتے دم تک تقویٰ شعاری اور پرہیزگاری اختیار کئے رہو۔ اور جب موت آئے تو اسلام کی حالت میں آئے۔ مقصد یہ ہے کہ مرتے دم تک کوئی حرکت اسلام کے خلاف نہ کرو۔

تمہارا جینا اور مرنا خالص اسلام پر ہونا چاہیئے۔ تمہیں ہر منٹ اور ہر سیکنڈ اسلامی شان سے ہی زندہ رہنا چاہیئے — کون جانتا ہے کہ کس وقت موت آجائے۔ عمر بھر کبھی شیطنت، کفر لالچ یا خود غرضی کو اپنے قریب نہ پھٹکنے دینا چاہیئے۔ اور صرف یہی صورت ہے کہ ہم اس حکم کی اطاعت پر پورے اتر سکتے ہیں کہ ہم اسلام پر زندہ رہیں اور اسلام پر مریں — حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی لئے فرمایا کرتے تھے جو دم غافل، سو دم کافر — اللہ تعالےٰ ہمیں ہر گھڑی اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔ زبانوں کو اپنے ذکر سے تر رکھنے کی سعادت نصیب فرمائے اور تقویٰ شعاری اور پرہیزگاری کو حرزِ جاں بنانے کی قوت و استطاعت عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

بقیہ درس قرآن

روپیہ خرچ کر دیتے ہیں اور پھر اس پر شعر لکھتے ہیں۔ خصوصاً (اللہ تعالیٰ کسی کی بوڑھی کو نہ مارے) چھوٹے بچے رہ جائیں تو دکھ ہوتا ہے۔ مگر جب وقت آتا ہے تو وہ بچاری چلی ہی جاتی ہے پھر قبروں پر — عموماً عورتوں کی قبروں پر۔ دیکھا جاتا ہے وہ لکھتے ہیں کہ اسے باغباں تو نے وہ پھول توڑا، تو نے بڑی نادانی کی۔۔۔۔ شعر کا مفہوم یہ ہے مجھے شعر نہیں آتا۔ تو نے وہ پھول توڑا، جس سے سارے چمن میں ویرانی ہو گئی۔ "باغبان" کون ہے؟ رب العلمین۔ نادانی کی اس نے! وہ نہیں سمجھتا کہ مارنا کسے تھا، مارا کس کو؟ سوچیئے کلمہ کہاں جا پہنچا؟ ہم اس لیے کتبہ لگایا میت کی روح کو سکون ہو۔ تو سکون ہو رہا ہے یا دکھ ہو رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ سمجھ نصیب فرمائے۔ ان باتوں کو میرے دوستو اختیار کیجئے جو میت کے لیے بہتری

کا باعث ہوں۔ اگر آپ نے چار آنے کی صابن کی ایک ٹکیا خرید کر کسی نمازی کو دے دی کہ بھائی یہ ٹکیا دیتا ہوں جب تم کپڑے دھویا کرو تو میرے والد کی روح کے لیے ثواب کی دعا کیا کرو کہ خداوند تعالےٰ میرے والد کی روح کو سکون نصیب فرمائے میری ماں کی روح کے لیے سکوں کی دعا کیا کرو۔ تو آپ یقین سمجھیں اس چار آنے کی ٹکیا سے جب تک وہ نمازی کپڑے دھو کر نماز پڑھتا رہے گا تمہارے مرے ہوؤں کو ثواب ملتا رہے گا اور اگر آپ نے ان کی قبروں پر دو سو روپے کے بلب لگا دیئے تو کیا ان کو فائدہ ہے اگر قبر منور ہے تو بلبوں کی ضرورت نہیں ہے اگر قبر میں اندھیرا ہے تو باہر کے بلب کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ میری اور آپ کی قبروں کو منور فرمائے۔ آمین۔ قبریں منور ہوتی ہیں لیکن کس کے ساتھ؟ قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ، نبی کریم کے درودِ مقدس کے ساتھ اہل واللہ کی زیارت کے ساتھ۔ "باقی آئندہ"

تبدیلی نام

میرا پہلا نام احمد بخش ہے مگر اب میں نے اپنا نام احمد اللہ رکھ لیا ہے لہذا آئندہ مجھے نئے نام سے پکارا جائے۔

احمد اللہ مدرس حفظ القرآن

۔میاں چنوں

میرا پہلا نام غلام سرور ولد محمد رمضان ہے۔ اب میں نے عزیز الرحمٰن رکھ لیا ہے لہذا آئندہ مجھے اسی نام سے پکارا جائے

"عزیز الرحمٰن ولد محمد رمضان

جلال پور پیروالا ضلع ملتان

دعائے صحت

محترم ڈاکٹر منیر احمد صاحب رجسٹرار آئی ڈیپارٹمنٹ میو ہسپتال لاہور کی والدہ محترمہ بیماری کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہیں۔ قارئین کرام اُن کی شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے صدق دل سے دعا فرمائیں۔

بچوں کا صفحہ

نماز کے وقت دکانیں بند کرنا

ابو الریاض محمد امین بہاولپور

ایک دفعہ حضرت عبداللہؓ بازار میں جا رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ دکاندار دکانیں بند کر رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ لوگ نماز باجماعت کی طرف لپک رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا۔ کہ ایسے ہی لوگوں کے متعلق یہ آیت آئی ہے۔

ترجمہ: "(نیک) لوگوں کو تجارت یا خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غفلت میں نہیں ڈالتی۔"

آپ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ وہ لوگ تجارت میں مصروف ہوتے تو بھی اذان سن کر مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے۔ مزید فرماتے ہیں کہ یہ لوگ تاجر ضرور تھے۔ لیکن تجارت ان کو اللہ کے ذکر سے نہ روکتی تھی — آج کل کے تاجر بھی غور کریں۔ ویسے سعودیہ عرب میں اسی طرح ہوتا ہے۔

اس طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک بار بازار میں تھے۔ کہ اذان ہو گئی۔ آپؓ نے دیکھا کہ لوگ کاروبار چھوڑ کر مسجد کی طرف جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہی لوگ ہیں جن کے متعلق یہ آیت اُتری۔ (ترجمہ آیہ مبارکہ اوپر درج ہو چکا ہے) — مزید فرمایا۔ ایسے تاجر بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی آنکھ میں پانی اتر آیا۔ ایک حکیم آیا۔ اور عرض کیا کہ آنکھ بنا دوں۔ ساتھ ہی کہا کہ صرف پانچ روز سجدہ زمین کی بجائے اونچی چیز لکڑی یا سرہانے پر کرنا پڑے گا۔ آپ نے فرمایا۔ "خدا کی قسم! میں ایک رکعت بھی اس طرح پڑھنے کو تیار نہیں ہوں" — سبحان اللہ! اپنا اور ان بزرگوں کا محاسبہ کریں۔ اگرچہ مجبوری میں ایسی چیز جائز بھی ہے۔ لیکن اللہ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متوالوں کو اتنا بھی گوارا نہ تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آنکھ نہ بنوائی۔ مگر نماز چھوڑنی تو درکنار اونچی جگہ سجدہ کرنا بھی پسند نہ فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے بڑا شغف تھا۔ فرمایا — نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے — سفر و حضر میں نماز کبھی قضا نہ فرماتے۔ رات کو نماز کا اتنا شوق فرماتے کہ ساری ساری رات نفل پڑھتے رہتے۔ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے مگر نماز بدستور جاری رکھتے۔ حتیٰ کہ چار رکعت میں چھ پارے پڑھ جاتے۔

قرآن نے بھی نماز کو ذکرِ اکبر کہا ہے اور نماز ہی مسلمانوں کو نیکی کی ترغیب دیتی ہے۔ اور گناہوں سے روکتی ہے۔ بہرحال جو نماز پڑھے گا، وضو کرے گا اور جو وضو کریگا وہ صاف ستھرا رہے گا۔ پلیدی پاس نہیں آنے دے گا۔ کپڑے صاف، جسم صاف اور دانت صاف رکھے گا اور اس طرح نماز کی برکت سے اس کا دل پاکیزہ ہو جائے گا۔ اور یہ سب نماز کی برکت ہو گی۔

حضرت صدیق اکبرؓ کو نماز کا بہت شوق تھا۔ لکھا ہے کہ آپ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نماز اس طرح پڑھتے جیسے لکڑی گاڑی گئی ہو۔ نہایت عاجزی کے ساتھ۔ حضرت عمرؓ کو آخری ایام میں خنجر کا زخم تھا، مگر نماز کا وقت آتا تو فرماتے۔ اسلام میں اس شخص کا کوئی حصہ نہیں جو نماز چھوڑ دے۔ چنانچہ سخت زخمی حالت میں بھی نماز پوری فرماتے — حضرت عثمانؓ رات بھر میں قرآن شریف نماز میں ختم کرتے۔ حضرت علیؓ نماز کے وقت زرد پڑ جاتے۔ جیسے بڑا فکر دامن گیر ہے۔ جسم کانپ اٹھتا۔

ناظرین غور کریں۔ ان بزرگوں کو نماز کا کتنا خیال تھا۔ لیکن ہمیں اور ہمارے والدین اور اولاد کو نماز سے کتنا گریز ہے۔ حالانکہ نماز فرض ہے اور کافر اور مسلمان کی یہی تمیز ہے۔

دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم ہم سب کو نمازی بنائے۔

حمد

حسرت قریشی
بی اے

کون و مکاں میں نہیں حسنِ عطا کی نظیر
تو ہی میرا دادرس تو ہی میرا دستگیر
وقف ہے تیرے لئے میری متاعِ حیات
جاں ہے سو تجھ پر فدا دل ہے سو تیرا اسیر
جاہ و جلالِ شہاں اس کی نگاہوں میں ہیچ
ہر دو جہاں سے غنی تیری گلی کا فقیر
تابع فرماں تیری گردشِ شام و سحر
آدم و جنّ و ملائک ہیں تیرے طاعت پذیر
کوئی دے سکتا نہیں تیرے ارادوں میں دخل
بے گماں ہے ذات تیری بے مثیل و بے نظیر
اِک نگاہِ کرم کیجیے صدقۂ ختم الرسلؐ
حسرتِ بے مایہ بھی ہے تیرے در ہی کا فقیر

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

چیف ایڈیٹر
عبیداللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۴۸۱-۲۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳۹/ ۶۶۷-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء

فاروقِ اعظمؓ

مولانا قاری عبدالعزیز صاحب شوقی اسعدی انبالوی، لاہور

رسالت ﷺ کی رضا کے ترجماں فاروقِ اعظمؓ ہیں
کتاب اللہ کی ناطق زباں فاروقِ اعظمؓ ہیں

پس بوبکرؓ دنیا میں یقین و علم کی رُو سے
جنابِ مصطفیٰؐ کے رازداں فاروقِ اعظمؓ ہیں

پیمبرؐ کی دعائے صبح گاہی جن کی طالب تھی
وہ مطلوبِ مہِ کون و مکاں فاروقِ اعظمؓ ہیں

بہ فیضِ ساقیٔ کوثرؐ ملی ہے ان کو وہ رفعت
کہ ارضِ منقبت کے آسماں فاروقِ اعظمؓ ہیں

جو رہتے ہیں نبیؐ کے عشق میں سرشار ہر ساعت
وہ مردِ باخدا، فخرِ زماں فاروقِ اعظمؓ ہیں

انہیں کے دم سے زندہ ہے صلاح و رشد کی محفل
خدا والوں کے میرِ کارواں فاروقِ اعظمؓ ہیں

ہدایت کی ضیائیں پھیلتی ہیں ان کے قدموں سے
سمائے اہتدا کے کہکشاں فاروقِ اعظمؓ ہیں

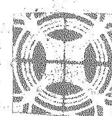
وہ جن کے نام سے اسلام کی تاریخ بنتی ہے
وہی شخصیتِ کوہِ گراں فاروقِ اعظمؓ ہیں

گلیمِ فقر جن کی خندہ زن ہے قیصریت پر
وہ کسریٰ کی قضائے ناگہاں فاروقِ اعظمؓ ہیں

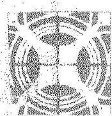
مثالِ تیغِ براں ہیں عدوئے شرع کے حق میں
مگر اسلامیوں پر مہرباں فاروقِ اعظمؓ ہیں

زبردستوں پہ رکھتے ہیں جلال و قہر کا کوڑا
ضعیفوں کیلئے بس ناتواں فاروقِ اعظمؓ ہیں

سیاست ہو، شجاعت ہو، دیانت ہو، امانت ہو
غرض ہر وصف کی روحِ رواں فاروقِ اعظمؓ ہیں



عیاں ہیں جن پہ اسرار و رموزِ لم یزل شوقیؔ
وہ دانائے حقیقت بے گماں فاروقِ اعظمؓ ہیں



فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا